نیکی میں تعاون، بدی سے گریز

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (المائدہ: ۲) ''جس گروہ نے تمھیں مسجد حرام سے روک دیا تھا، اس کی دشمنی تمھیں اس بات پر نہ ابھار دے کہ اس کے ساتھ زیادتی کرنے لگو (تمھارا دستور العمل تو یہ ہونا چاہئے کہ) نیکی اور پرہیزگاری کی ہر بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور ظلم کی کسی بات میں تعاون نہ کرو اور اللہ (کی نافرمانی کے نتائج) سے ڈرو۔ وہ (پاداش عمل میں) سخت عذاب دینے والا ہے۔''

قریش مکہ نے حدیبیہ میں مسلمانوں کو ادائے عمرہ سے روک دیا تھا، جب اختیار کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں آئی تو انھیں پر یہ واضح کر دینا ضروری تھا کہ قریش کی سابقہ زیادتی تمہارے لئے زیادتی کا موجب نہ بن جائے۔ اگرچہ تمہارے خیال کے مطابق وہ ان کی زیادتی کا جواب ہی ہو۔ مسلمان کا دستور العمل یہ ہے کہ جہاں نیکی اور اچھائی دیکھتا ہے، اس کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ بر وتقویٰ زیادہ سے زیادہ فروغ پائیں۔ البتہ ظلم وگناہ سے دور رہنا لازم ہے۔ انھیں بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا موقع نہ دینا چاہئے۔

اب سوچئے اور غور کیجئے کہ اگر دنیا کی تمام قومیں اور جماعتیں یہ دستور العمل اپنالیں، نیکی اور خداترسی کے لئے مل جل کر کام کریں۔ گناہ اور ظلم کو فروغ نہ پانے دیں بلکہ اسے متحدہ قوت سے روکیں تو کیا دنیا جلد سے جدل امن وسلامتی کا گہوارہ نہ بن جائے؟

(رسول رحمت، مولانا ابوالکلام آزادؒ ص ۱۷۷۔ ۲۷۷)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

ماہِ رمضان کو غنیمت جانیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری: ۳۸ ومسلم: ۷۶۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

تشریح: رمضان المبارک کا مہینہ بے شمار نعمتوں اور انمول تحائف کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے۔اس کا ایک ایک لمحہ خیر وبرکت سے بھرا ہوا ہے۔اس کی نوازشیں اور اکرام بندوں پر نچھاور ہیں۔درحقیقت رمضان کا مبارک مہینہ امت محمدیہ کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔یہی وہ مہینہ ہے جس کے اندر ایمان کے وہ مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں جو دیگر ایام میں کبھی حاصل نہیں ہوسکتے ہیں۔یہ رحمت ومغفرت، ذکرواذکار، صدقہ وخیرات، قیام وصیام، توبہ واستغفار نیز غمخواری وغمگساری کا مہینہ ہے۔معاشرہ کا سب سے گھٹیا اور فاجر وفاسق انسان بھی اس مہینہ کی قدر کرتا ہے، نہ چاہتے ہوئے بھی صوم وصلوۃ کی پابندی کرتا ہے۔سمات ظاہری کو چست اور درست رکھتا ہے۔حتی المقدور لغویات سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ماہ رمضان کا روزہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سن ۲ھ میں فرض فرمایا: آنحضور ﷺ بغیر کسی ناغہ کے مسلسل نو سال تک ماہ رمضان کا روزہ رکھتے رہے۔یہاں تک کہ آپ ماہ ربیع الاول سن ۱۱ھ میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۳ میں ماہ رمضان کی فرضیت کا ذکر فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کہ اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے۔جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقوی اختیار کرو اور ایک دوسری آیت کریمہ میں سابقہ تعلیمات کو منسوخ قرار دیتے ہوئے ماہ رمضان کے روزوں کو فرض قرار دیا۔فمن شهد منكم الشهر فليصمه کہ تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے وہ روزہ رکھے۔چنانچہ ماہ رمضان کے صیام وقیام کا اس کے شایان شان اہتمام کرنا چاہیے، عقل مند انسان وہ ہے جو قیمتی اوقات کو غنیمت جان کر اس سے استفادہ کرتا ہے۔ماہ رمضان کا مہینہ توشہ جمع کرنے کا مہینہ ہے لہٰذا ایک صحت مند انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے ایام صحت سے فائدہ اٹھائے اور زیادہ سے زیادہ تہجد گزاری کرے۔ایک تونگر انسان اپنے فقر سے پہلے اپنی مصروفیت سے پہلے۔اپنی فرصت اور موت سے پہلے اپنی حیات کو غنیمت جانتے ہوئے ماہ صیام کے اعتکاف اور اس کے قدر کی راتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔اچھے اعمال کا محض آرزو کرنا کسی انسان کے لئے سودمند نہیں ہے بلکہ ایمان کے ساتھ ساتھ عمل کا ہونا ضروری ہے۔مذکورہ بالا حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے یقین کامل اور صدق نیت سے رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے سابقہ گناہ کو معاف فرمادیتا ہے۔لہٰذا رمضان کا مبارک مہینہ جہاں خوشی ومسرت وشادمانی کا مہینہ ہے۔وہیں یہ احتساب کا بھی مہینہ ہے۔ہر انسان کو چاہیے کہ اپنا محاسبہ کرے،سنت نبوی کے مطابق زندگی گزارے، اتباع حق کا جذبہ اپنے اندر موجزن کرے، آخرت کی تیاری کے لیے کمربستہ ہوجائے۔لہٰذا ابھی سے دل کو آباد رکھ کر دن ورات تدبر وتفکر سے کام لینا چاہئے۔یہ گردش لیل ونہار انسان کو موت کے قریب کررہا ہے۔آنے والا لمحہ گزرتا جارہا ہے آنے والے ماہ وسال آخرت کی طرف کھینچے چلے جارہے ہیں۔چنانچہ ماہ رمضان کی ان مبارک ساعتوں میں کسی بھی طرح کی کوتاہی انسان کو حسرت وندامت سے دوچار کردیگی اور اسے کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ لوگ جنہوں نے ماہ رمضان کا استقبال اور اس کی تیاری سنت نبوی کے مطابق کی اپنے دلوں کو برائیوں سے، کینہ وکپٹ، بغض وحسد سے پاک وصاف کیا، اللہ کی دربار میں خائب وخاسر ہوکر ماہ رمضان کے مبارک لمحات سے فائدہ اٹھانے کا عزم مصمم اور رضائے الٰہی کی بجاآوری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔منہیات ومنکرات اور معاصیات وسیئیات سے اجتناب کو اپنا شیوہ بنایا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام لوگوں کو ماہ رمضان کو غنیمت جانتے ہوئے اس کے برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن، دعاء واذکار، توبہ واستغفار، صدقات وخیرات اور تہجد گذاری کے ساتھ ساتھ سحری وافطاری اور قدر کی راتوں میں عبادت نیز اعتکاف کرنے کی توفیق ارزانی بخشے۔آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

☆☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
پیام عید لے کر آج پھر بادِ صبا آئی	۶
ماہ رمضان المبارک کی خصوصیات	۸
شب قدر، اعتکاف، صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل	۱۲
ماہ رمضان اور خواتین	۱۷
تعاون کی اپیل	۲۱
غیبت کی مذمت	۲۲
مولانا محمد رئیس ندویؒ کی تالیفات کے مراجع "تاریخ اہل حدیث ہند" بطور نمونہ	۲۶
رمضان المبارک (نظم)	۲۹
نظم	۳۰
اعلان داخلہ "المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ	۳۱
اپنے صدقات وخیرات کو دینا نہ بھولیں (اپیل)	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ———— ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ———— ۷/روپے
پاکستان ———— ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ:www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل:jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل:jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

ماہ صیام وقیام اور مومن کا انجام

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ تمام خوبیوں، اچھے ناموں، بہترین کاموں، اسماء حسنی اور صفات علیا سے متصف ہے۔ اس کے کام اس کے شایان شان اور عظمت نشان ہیں، اس جیسا کوئی نہیں ہے، وہ دیکھتا ہے، سنتا ہے، جانتا ہے، ذرہ ذرہ کو اس نے ہی پیدا فرمایا ہے اور وہ اس سے واقف ہے۔ اس نے اپنی حکمت بالغہ سے کائنات بنائی، مخلوقات کو وجود بخشا، ان پر اپنی رحمتیں نچھاور کیں وہ ہمیشہ اپنی مخلوقات کا مالک ہے اور متصرف بھی۔ جیسے چاہتا ہے ہر ہر ذرہ میں اپنا تصرف اپنی مرضی واختیار سے فرماتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اس نے انسانوں کو بھی بڑے اہتمام سے پیدا فرمایا، ان کو بڑی عزت وکرامت بخشی، ان کو اپنی محبوب دولت فرائض وواجبات سے مالا مال فرمایا۔ ذمہ داریوں سے ان کو عزت بخشی، ذمہ دار بنا کر ان کی عزت وتکریم میں اضافہ فرمایا اور مزید کرم فرماتے ہوئے سنن ونوافل کی شکل میں عطیہ ہدیہ کا باب ہمہ وقت کے لیے کھلا رکھا کہ فرائض کے ذریعہ سے جو قربت وبلندی حاصل ہوگئی تھی اس سے محرومی اور اس میں انقطاع نہ ہو۔ اس کے علاوہ دنیا جہان کے جتنے کمالات واحسانات، اچھائیاں اور حسنات، حکمت ودانائی اور بہترین اعمال ومنال، اقوال اور عمدہ سے عمدہ باتیں، دانائیاں اور عقلمندیاں ہوسکتی ہیں ان سب کا سب سے بڑا حقدار وسزاوار ٹھہرایا۔ اس لئے اچھی باتیں، حکمت وحق کی باتیں اور جو بھی خوبیاں جہاں کہیں بھی ہوں مومن کے مطمح نظر رہنی چاہئیں۔ وہ اسی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ عرب میں ہو یا عجم میں ہو، دور ہو یا قریب سب کو لے لینا، اسے حرز جان بنالینا اور اس سے افادہ واستفادہ کی راہیں ہموار کرلینا ہی اس کی متاع گمشدہ ہے۔ اس کو چین ہی نہیں ملتا جب تک وہ اسے حاصل نہ کرلے، خود اس سے بہرہ ور نہ ہو اور ساری دنیا کو اس سے محظوظ ومستفید نہ کردے۔ کفار ومشرکین مکہ جانی دشمن، اللہ کے باغی، ایمان کے باغی اور انسانیت کے دشمن ہیں مگر جونہی انسانیت کی خاطر حلف الفضول شروع ہوا تو اس کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاتوقف اس میں شمولیت اختیار فرمائی۔

دین اسلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ہوگیا۔ اللہ کی نعمتیں بھی تمام ہوگئیں۔ اسلام نے کوئی گوشۂ حیات انسانی ایسا نہ تھا جس میں حضرت انسان وجنات کی

مکمل اور بھر پور رہنمائی نہ کی ہو، مگر اس کے باوجود آپ کا یہ فرمانا کہ کفار و مشرکین بلکہ اقوام عالم آج بھی ایسی صلح ومصالحت اور امن وشانتی کے پیغام کو عام کرنے ، انسانیت کو شر وفساد اور لوٹ مار سے بچانے ، ان کی عزت وآبرو اور مال واولاد کی حفاظت اور ان کی نگرانی ونگہداشت کے لیے اکٹھا ہوں اور جاہلیت کے حلف الفضول کی طرح پھر کوئی معاہدہ کریں اور اس کے لیے جان دھڑکی بازی لگائیں تو میں آج بھی کل کی طرح دو قدم آگے بڑھ کر جس طرح عبداللہ بن جدعان کے گھر میں اپنے چچاؤں کے ساتھ شریک ہوا تھا آج بھی پورے اہتمام سے اس میں شرکت کرنا اپنے لیے عرب کے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ قیمتی سمجھوں گا۔ اب اس سے بڑی بات کیا ہوسکتی ہے کہ جو دین تمام ادیان کا ناسخ ہو، جو لائق رشک حد تک مکمل و اکمل ہو، یہودی بھی اس کے اتمام کی خوشخبری سنائے جانے پر جشن وچراغاں کی تمنا اور رشک کرتے نہ تھکتے ہوں اور اللہ جل شانہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے صرف اور صرف دین اسلام ہی مقدر و متعین ٹھہرایا گیا ہو اور اس کے علاوہ کوئی دین، دھرم، مذہب، ازم، مسلک وراہ ،سلوک وطریقت اور مارگ درشن چنداں قبول نہ ہو بلکہ مردود ٹھہرے، اس کے باوجود جاہلیت اولی کے چند ہم نام اور ہم خیال لوگوں کا انسانیت کی بھلائی ، مسافروں کی رہنمائی، ظلم وستم کے خاتمے وصفائی، امن وسلامتی ،صلح وآشتی اور جنتا کی بھلائی کے لیے کوئی انجمن تشکیل پائے تو امام الانبیاء اس کا حصہ بننے کی بات کریں اور اس کے بدلے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اور اعزاز واکرام کو اس کے سامنے ہیچ قرار دے کر اس میں شمولیت کو یقینی بنائیں اور اس کو ہی اختیار کرنے کی ترغیب دلائیں۔ کیا یہ سید الاولین والآخرین کے لائے ہوئے انسانیت نواز دین کا حصہ نہیں ہے اور کیا اس کے بعد بھی اس پر کسی طرح کی شدت، تنگی وتعصب اور بے مروتی کا الزام لگایا جاسکتا ہے؟ ظاہر بینوں اور کوتاہ نظروں نے دراصل نسخ شرائع اور مخالفت یہود ونصاری باسباب چند عناد ودشمنی کا شاخسانہ کھڑا کر رکھا ہے کیوں کر روا ہوسکتا ہے۔ دراصل تحریفات وتاویلات، انتحالات ومنسوبات، ایجادات ومبتدعات اصحاب ادیان، بدعات وخرافات اور تخریجات وتفریعات ،استحسانات ، مصالح مرسلات اور مسالک نے دین وایمان کا کباڑہ کیا لہذا ان کی مشابہت سے، اختلاف کرنے اور دور رہنے کو لازم ٹھہرایا گیا کہ محجۃ بیضاء، شاہراہ کتاب وسنت اور دین اکمل واحفظ اسلام پر آنے کے باوجود پھر وہی تحریفات در کر نہ آئیں۔ اس نازک ترین مگر واضح ترین بات کو جنھوں نے نہیں سمجھا انہوں نے دین اسلام کو تمام ادیان کا دشمن قرار دے دیا، اسے اتنا سخت باور کرایا کہ وہ ادنی مشابہت اور یکسانیت کو قبول نہیں کرتے ، اس لیے متشدد ہیں۔ حالانکہ اس مذہب کے ماننے والوں نے یہودیوں کے عاشوراء کے روزہ اور خوشی منانے کے مسئلہ میں محض اس بنیاد پر ان کے ہمنوا ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو احق یعنی زیادہ حقدار بنا کر اس کو اپنانے ، اس پر حق جتانے اس پر عمل پیرا ہونے کو ضروری قرار دیا۔ اور آج حال یہ ہے کہ مسلمان نجات موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی خوشی وشکرانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، شکرانے کے روزے پر روزے رکھے جا رہے ہیں۔ اس اپنائیت، اس یکسانیت اور اس اتحاد پر چنداں فکر ونظر صرف نہیں کرتے، حتی کہ یہودیوں کے اس لائق تحسین کام کا خود کو زیادہ حقدار بنا کر اپناتے ہیں۔ پھر بھی محض مذہبی ونسلی عناد کی بنیاد پر اسلام اور نبی کائنات ﷺ کو بدنام کرتے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ انہوں نے ایک کے بجائے دو روزے رکھنے اور یہود کی مخالفت کی بات کر دی۔

دراصل اعتراض اس امر پر نہیں بلکہ اس بات پر اور اس وقت روا ہونا چاہئے تھا جب آپ اس اہم خوشی کے حقدار اور سزاوار ہونے کے ساتھ ایک جزیئے روزہ رکھنے میں بھی مشابہت اختیار کر لیتے تو پھر دین اسلام کا بھی وہی حشر ہوگا جو دین موسوی کا یہود نے کر دیا۔ آج بھی اگر ان اقوام عالم اور ادیان عالم کی ساری خوبیوں کو اپنانے، اپنا علاتی بھائی بنانے اور (دیننا واحد) کہ ''ہم سب کا دین ایک ہے'' باور کرانے کے باوجود یہ تنبیہ قدم قدم پر نہ ہوتی تو اس آخری دین وشریعت کا بھی وہی حال ہوگا جو ادیان عالم کا تحریف وتبدیل کی وجہ سے ہوا۔ یہ اہم نکتہ ہے، اسے یاد رکھیں پھر دھوکہ نہیں کھائیں گے، دشمنی نہیں بڑھائیں گے، اسلام ومسلمانوں کے بہی خواہ بن جائیں گے۔

تم غور کرو کہ ایک شخص دین میں تشدد اور غلو برتتا ہے، دوسرا رہبانیت ایجاد کر لیتا ہے اور تیسرا سرے سے دین ہی بدل ڈالتا ہے یا اس میں تراش خراش پیدا کرتا ہے حتی کہ توحید جو انبیاء علیہم السلام کی متفقہ دعوت ودین تھا وہ اگر غیروں کے یہاں یزداں واہرمن خیر وشر کے دیوتا بنا دیا گیا، الوہیت وربوبیت کا سزا وار اپنے نبی کو بنا لیا، انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا جانے لگا، افراط وتفریط کے اس عالم میں اگر کسی نے تنبیہ کی، تحذیر وانذار سے کام لے کر اختلاف ومشابہت سے بچنے کی بات کر دی تو کیا برا کیا۔ سارے اونٹ تو اپنے ہوتے ہیں۔ تمام اونٹوں کے جنس سے ہوتے ہیں۔ ہمجولی ہوتے ہیں۔ مگر جمل اجرب (خارش زدہ اونٹ) کو کیوں تم الگ کر دیتے ہو اور اسی جیسے اونٹ کو بھی اپنے ساتھی سے کیوں چھانٹ دیتے ہو۔ تم نے غور کیا کہ یہ عناد وتشدد ہے یا سب کی جانوں کی

حفاظت اور اصل اصول اور راس المال کو بچانا اور حفاظت کرنا ہے۔

یہی بات جو ہم اقوام عالم، اصحاب مذاہب وادیان اور دنیا کو کہتے ہیں خود دین اسلام کے ماننے والوں میں جو افراط وتفریط اور غلو وتقصیر در کر آتی ہے ان کو بھی سمجھاتے ہیں اور نصوص کتاب وسنت کو ہی حرز جان بنانے کی تلقین وتاکید کرتے ہیں، خرافات وبدعات سے بچنے اور ان کو ترک کردینے کی بات کہتے ہیں یا کم از کم خاموشی سے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور ان بدعات سے پرہیز کرتے ہیں تو تم ہمیں خشک متشدد اور دین سے روکنے والا باور کراتے ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یہود ونصاری نے اپنے طور پر دین کی تشریح کی اور نصوص توریت وانجیل کو ناکافی سمجھ کر عبادات سے لے کر معاملات تک منمانے طریقہ سے حک واضافہ کیا۔ اس لیے وہ مردود ومغضوب ہوئے۔

ماہ صیام رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس میں بھی روزہ جیسی اہم ترین عبادت یہ کہہ کر فرض کی گئی کہ اسی طرح سے تم سے پہلی قوموں پر بھی فرض کی گئی تھی۔ اس میں بھی امم سابقہ اور انبیائے کرام علیہم السلام جو اپنے اپنے زمانے میں دین اسلام کے علمبردار تھے کہ یہ فرائض امت محمدیہ پر بھی عائد کئے گئے ہیں۔ لیکن یہاں بھی سحری کھانے، افطار میں جلدی کرنے جیسے امور میں افراط وتفریط سے بچنے اور غیروں کی مخالفت کرنے میں خیر وبرکت کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا کہ اور بہت سے احکام وفرائض وواجبات کی طرح یہاں بھی پہلی امتوں جیسی فرائض ادا کرنے کے ہم مکلف ہیں۔ وہیں ان کے بہت سے شرائع جو محرف اور افراط وتفریط کے شکار ہو سکتے ہیں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے اس بات کی طرف بھرپور رہنمائی ہے کہ مردود ومغضوب اور گمراہ اقوام کی ہر طرح کی خرافات اور بدعات اور منمانیوں سے امت مسلمہ کو بچنا ہے۔ اور نصوص کتاب وسنت کی روشنی میں ہر لمحہ رب چاہی زندگی گزارنے کا خوگر بنیں اور منمانی، ہوا وہوس اور اصحاب الاھواء کی طرح زندگی نہ گزاریں۔ ایک بندہ مومن کی زندگی میں اس کی بے شمار اہمیت وفضیلت، افادیت اور برکات وسعادت کے علی الرغم اس میں بہت کچھ سیکھنے اور زندگی کا سراغ پانے کے بہت سارے مواقع موجود ہیں۔ یہ صبر وبرداشت اور مواسات کا مہینہ ہے۔ ایک دوسرے کا دکھ درد سمجھنے اور حاجات وضروریات کے ادراک واحساس کا مہینہ ہے۔ تقوی وطہارت اور عبادت وریاضت کا مہینہ ہے۔ نفس امارہ کو مات دے کر نفس مطمئنہ کی خو پیدا کرنے کا مہینہ ہے۔ قوت بہیمیہ پر فتح پانے اور قوت ملکیہ پیدا کرنے اور اللہ کے رنگ میں رنگ جانے کا مہینہ ہے۔ تشدد ومنافرت اور ظلم وزیادتی سے کنارہ کشی اور کبائر وصغائر سے اجتناب کا مہینہ ہے۔ گالی گلوچ کے بدلے دعا دینے اور امن وشانتی کا دوت بننے کا مہینہ ہے۔ عدم تشدد اور اہنسا کی تحریک اسی ماہ سے اٹھتی اور پروان چڑھتی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ ”یعنی جس کا روزہ ہو اسے چاہیے کہ فحش باتیں اور بکواس نہ کرے اور اگر اسے کوئی گالی دے یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ بھائی میں تو روزے سے ہوں“ (متفق علیہ)

حقیقت یہ ہے کہ یہ مہینہ اقوام عالم کے لیے رول ماڈل ہے اور اس میں کتاب وسنت کی رو سے انجام دیے جانے والے امور میں ان کے لئے تمام اعتراضات اور شبہات کا جواب تشفی بخش جواب ہے جو مذہب اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے بیان کی جاتی ہیں۔ ہلال رمضان سے لے کر نماز عید تک کی عبادات ومعاملات، روزہ وتزکیہ نفس کا اہتمام، تلاوت قرآن کریم وقیام اللیل کا التزام، فرائض کے علاوہ سنن ونوافل کی کثرت، منہیات تو درکنار بحکم الہی بہت سارے جائز کاموں اور ضرورتوں سے بھی اجتناب، افطار صائمین اور عام صدقات وخیرات کا جذبۂ فراواں، غرباء ومساکین کی امداد، صدقہ فطر کا وجوب، سب وشتم اور لڑائی جھگڑے سے مکمل پرہیز وغیرہ امور ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو پیام انسانیت کا سچا علمبردار، اخوت وبھائی چارے کا نمونہ اور صاف دل وپاک باز بناتا ہے بشرطیکہ ان کو ان کے تقاضوں کے مطابق برتا جائے۔

ایک پتھر کی بھی تقدیر سنور سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ سلیقے سے تراشا جائے

رمضان کا مہینہ اخلاص وللّٰہیت اور روحانیت کا مہینہ ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہماری زندگی تقویٰ وطہارت، پرہیزگاری، احترام انسانیت اور خشیت الٰہی کے سانچے میں ڈھل جائے۔ ذکر واذکار، صدقہ وخیرات اور حاجت مندوں کا تعاون کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، ایسا نہ ہو کہ ہماری لاپرواہی کی وجہ سے ماہ صیام یوں ہی گزر جائے اور ہم ایک بہت ہی بابرکت مہینہ کے فیضان سے محروم ہو جائیں۔ اسی طرح سے روزہ کے ایام میں سونے اور کھانے میں کسی بھی طرح کی افراط وتفریط نہ ہو۔ ایک مومن کی زندگی اور اس کی عبادت کا انجام یہی ہے کہ وہ افراط وتفریط سے بچتے ہوئے روزہ اور دیگر عبادات کے احکام ومسائل پر عمل کر کے متقی وپرہیزگار بن جائے اور ہمارے ان نیک اعمال کا سلسلہ دیگر ایام میں بھی باقی رہے۔ سال کے باقی دنوں کو فضول کاموں اور لاپرواہی میں نہ گزار کر شرعی تعلیمات واحکام اور قانون کا پابند بنیں۔

☆☆☆

پیام عید لے کر آج پھر بادِ صبا آئی

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

تہذیب کے نشوو ارتقاء میں مذہبی تصورات کے ساتھ ساتھ مذہبی تہواروں کو بھی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، زندہ قومیں اپنے مضبوط تہذیب وتمدن سے پہچانی جاتی ہیں اور اپنے تہوار بڑی گرم جوشی اور جوش وخروش سے مناتی ہیں کیونکہ یہ تہوار ان کی ثقافتی وحدت اور قومی تشخص کا شعار سمجھے جاتے ہیں یہ تہوار قوم سے وابستہ افراد میں اعتماد پیدا کرتا ہے اوران میں دوسری قوموں سے برتر ہونے کا احساس اجاگر کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف آوری کے بعد مسلمانوں سے فرمایا: **قد ابدلکم اللہ بھما خیرا منھما یوم الأضحیٰ ویوم الفطر** (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ نے تمہیں (جاہلیت کے تہواروں سے بہتر) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دن عطا فرمائے ہیں۔

’’عید‘‘ کا لفظ ’’عود‘‘ سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ’’لوٹنا‘‘ اور ’’خوشی‘‘ کے ہیں کیونکہ یہ دن مسلمانوں پر بار بار لوٹ کر آتا ہے اور ہر مرتبہ خوشیاں ہی خوشیاں دے جاتا ہے۔ اس لئے اس دن کو ’’عید‘‘ کہتے ہیں۔ عید اور خوشی کا یہ دن مسلمانوں کا عظیم اور مقدس مذہبی اور معاشرتی تہوار ہے جو ہر سال یکم شوال کو انتہائی عقیدت واحترام، جوش وجذبے اور ذوق وشوق سے منایا جاتا ہے۔ یہ وہ دن ہے جب مسلمان رمضان المبارک میں نہ صرف فرض روزوں کی تکمیل کرتے ہیں بلکہ اس مقدس مہینے کے ایک تربیتی دور سے گذر کر اپنی روحانیت کو جلا بخشتے ہیں۔ اس لئے یہ دن ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ کیا ہم نے اعمال واخلاق کے اس تربیتی کورس میں واقعی کامیابی حاصل کی ہے؟ کیا ہم نے بندوں کے حقوق پہچانے ہیں؟

کیا ہمارے دل میں امانت ودیانت، ضبط نفس اور جہد وعمل کے جذبات پیدا ہوئے ہیں؟ کیا ہمارے سینے میں ملک وملت کی فلاح وبہبود کا کوئی ولولہ پیدا ہوا ہے؟ کیا ہم نے آپس کے جھگڑے مٹا کر متحد ہونے کا ارادہ کرلیا ہے؟ اگر ان سوالات کے جوابات اثبات میں ملتے ہیں تو یقینا یہ عید ہمیں مبارک ہو۔

ہماری یہ عید رمضان المبارک کے روزے بخیر وعافیت گزر جانے اوراس میں مختلف عبادات کے ذریعے اپنے دامن مراد کو نیکیوں سے بھر لینے اور اللہ کی رضامندی ومغفرت کے حاصل کرنے کی خوشی میں ہے۔

عید کا یہ اجتماع نیز ہماری اجتماعی نمازیں، روزے، زکاۃ اور حج آپ کو اجتماعیت اور اتفاق واتحاد کی دعوت دیتے ہیں، ایک ساتھ تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کا اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد کی صدائے دلنواز بلند کرتے ہوئے عیدگاہ آنا، سب کا ایک امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا اور پھر بیٹھ کر ایک ساتھ خطبہ سننا اسی لئے تو ہے کہ ہم میں اجتماعیت اور اتحاد پیدا ہو، ہماری ایمانی قوت وشوکت میں اضافہ اور اس کا مظاہرہ ہو۔

قارئین کرام! ہمارا دین دین فطرت ہے اس کے تمام احکام واعمال فطرت کے موافق ہیں۔ ہر قوم وملت کے لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ سال کے بعض دنوں میں خوشیاں مناتے ہیں، ان دنوں میں وہ اچھے لباس پہن کر خوشیوں کے گیت گاتے ہوئے کسی میدان میں جمع ہوتے ہیں، وہاں میلہ لگاتے کھیلتے کودتے اور خوشیاں مناتے ہیں جس سے دلوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے خون میں گرمی اور طبیعت میں جوش اور چستی پیدا ہوتی ہے ایسا رواج تمام قوموں میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: **ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا** (بخاری) بے شک ہر قوم کے لئے عید اور تہوار ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ تو جس طرح دوسری قوموں کی عیدیں اور تہوار ہیں ہمارے دین میں بھی دو عیدیں ہیں، ہماری عیدیں محض کھیل تماشا اور لہو ولعب کا نام نہیں بلکہ ان میں مباح لہو ولعب اور خوشی ومسرت کے ساتھ تعاون وہمدردی ہے۔ مسلمانوں کی سیرت سازی اور روحانی تربیت ہے۔ ہماری عیدوں میں تکبیرات اور دعائیں ہیں دوگانہ نماز ہے وعظ ونصیحت ہے صدقہ وخیرات ہے ایک دوسرے سے ملاقاتیں اور مبارکبادیاں ہیں غرضیکہ ہماری یہ عیدیں خوشیوں، مسرتوں اور روحانی تربیت کا بڑا حسین مرقع ہے۔

ہماری یہ عید درحقیقت ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ہیں۔ اوراس ماہ مبارک کی تمام عبادتیں ادا کرکے اپنے دامن مراد کو نیکیوں سے بھر لیا ہے اور امتحان میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ یہ عید ان لوگوں کی نہیں ہے جنہوں نے اس ماہ کو غفلت اور لاپرواہی میں ضائع کردیا اور امتحان میں ناکام ہوگئے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

لیس العید لمن لبس الجدید
انما العید لمن خاف بالوعید

عید اس کی نہیں جس نے نئے اور زرق برق لباس پہن لئے، عید اس کی ہے جو اللہ کی وعید سے ڈر گیا یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھ کر متقی اور پرہیزگار بن گیا اور ایفائے عہد وذمہ داری کے امتحان میں کامیاب ہوگیا۔

ہماری یہ عید دوسری قوموں کی عید اور تیوہار سے بالکل ممتاز و منفرد ہے، ہماری عید میں جو پاکیزگی، سنجیدگی و شائستگی پائی جاتی ہے وہ غیروں میں کہاں، ہماری عید میں کوئی ہنگامہ آرائی نہیں، کوئی برائی نہیں بلکہ اللہ کی بندگی اور اس کی کبریائی ہے، ہماری یہ عید اسلامی تہذیب وثقافت اور دینی وملی روایات کی علامت ہے۔ اور عید کا یہ دن اپنے آپ کو Renew کرنے، اپنے اندر ایثار و ہمدردی، تقوی و پرہیزگاری، خدمت خلق اور احترام انسانیت کے پاکیزہ جذبات کی تجدید کا دن ہے۔ یہ دن ایک ماہ کے دینی، اخلاقی وروحانی تربیتی کورس کی تکمیل اور اس کے بدلے میں رب ذوالجلال والاکرام سے اس کی بے پایاں انعام واکرام سے بہرور ہونے کا دن ہے۔ اس لئے اس کو ''یوم الجائزۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔

اس عید کی حقیقی مسرت اسے حاصل ہوگی جو اپنی خوشیوں میں غریبوں کو بھی شامل کرتے اور یتیموں کے سروں پر دست شفقت رکھتے ہیں۔ جو غمزدہ انسانوں کی زندگیوں میں مواسات وغمخواری کے پھول نچھاور کرتے اور انھیں مسرتوں سے مالا مال کرتے ہیں اور جو بے سہارا لوگوں کا سہارا بننے اور انہیں بھی مسکرانے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

خوشیوں کا پیغام لئے عید الفطر ہمارے سامنے جلوہ فگن ہے۔ ہمارا یہ تہوار ہمیں اخوت و بھائی چارگی کا درس دیتا ہے۔ اتحاد و یکجہتی کا عالمگیر پیغام پیش کرتا ہے، سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی دنیائے انسانیت کو یہ حسین پیغام پیش کرتا ہے، سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی دنیائے انسانیت کو یہ حسین پیغام دیتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی وغم میں شریک ہوتے ہیں اور مفلسوں و بے کسوں کو زندگی کے اسباب ووسائل سے محرومی کا احساس نہیں ہونے دیتے، وہ پہلے صدقۃ الفطر نکال دیتے ہیں عیدگاہ کا رخ کرتے ہیں، تاکہ غریب طبقات پر خرچ کیا جائے۔ عید الاضحیٰ میں جانور قربان کرتے ہیں تاکہ معاشرے کے فقراء ومساکین کو اپنے ساتھ اس خوشی میں اور پر لطف غذا گوشت میں شریک کرلیں، عید میں صدقۃ الفطر کے ذریعے چاول، گیہوں دیدو اور عید اضحی میں گوشت دو تاکہ یہ غریب گوشت روٹی یا چاول کھالیں۔ یہ ہے دین اسلام میں مساکین کا احترام۔

واضح رہے کہ ہماری دونوں عیدیں ایسے دن ہیں جب ہم کسی عظیم عبادت کی تکمیل سے فارغ ہوتے ہیں جیسے عید الفطر رمضان کے بعد یہ رمضان اور اس کی عبادت، نزول قرآن کی خوشی کا انعام ہے۔ تو عید الاضحی حج کی تکمیل پر، اس حج کا سب سے بڑا رکن وقوف عرفہ ۹/ ذی الحجہ ہے، اس دن لاکھوں مسلمان ایک میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں، اللہ عظیم عبادت کی تکمیل کرتے ہیں اس لئے اس کے اگلے دن ۱۰/ ذی الحجہ کو دوسری عید مل گئی۔ سبحان اللہ

عید منانے کا حقیقی مفہوم اور حقیقی مسرت یہ ہے کہ ہم اپنے روٹھے بھائیوں کو منالیں اور دلوں میں چراغ الفت جلالیں، اس عید الفطر کا ہم سے یہی مطالبہ ہے کہ ہم اتحاد و یکجہتی اور ہم آہنگی کی عظیم روایت کو اپنی زندگی میں باقی و برقرار رکھیں، غریبوں اور مظلوموں کا تعاون کریں اور انسانی زندگی سے رنگ ونسل کی تفریق اور سماجی فاصلے کو ختم کریں۔

اس عید کا پیغام یہ ہے کہ ہم اللہ کی عظمت و کبریائی اور بڑائی کو سمجھیں۔ ہم چاند نکلنے کے بعد نماز پڑھنے تک اللہ اکبر، اللہ اکبر تکبیرات عید کا ورد کرتے رہتے ہیں، یعنی اللہ ہر چیز سے، سب سے بڑا ہے، تو اس اعلان واظہار کا یہ تقاضا ہے کہ اس کی ہر بات سنی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اس کے فرائض، حقوق واجبات ادا کئے جائیں۔ جس طرح ہم نے روزے اللہ کے لئے رکھے ہیں جو عبادت ہے اسی طرح ہماری دعائیں بھی اللہ سے ہوں، بزرگوں سے ان کی زندگی میں دعائیں کرائیں لیکن مرنے کے بعد ان کے قبروں پر رکوع سجدے نہ کریں، نہ ان سے مانگیں نہ ان کے وسیلے سے مانگیں۔

اس اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے ڈریں، اسی سے محبت کی جائے اور اس کی عظمت وشان کو دل ودماغ میں بٹھایا جائے۔ اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کردیں۔

اس طرح ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھیں اور پورے سال کے روزے کی فضیلت اور ثواب پالیں، یاد رکھیں نوافل کی پابندی سے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے اور قیامت کے دن فرائض کی ادائیگی میں کوئی کمی ہوگی تو نوافل کے ذریعے اس کی بھرپائی ہوگی، ساتھ ہی اعمال کی قبولیت کی دعا مانگیں، ہم نے رمضان میں جو نیکیاں کی ہیں جو عبادتیں کی ہیں، اللہ اسے شرفِ قبولیت بخشے، عبادت کی قبولیت کی دعائیں کرنا یہ انبیاء کرام کا اصول، مشن ہے، ابراہیم واسماعیل علیہم السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت یہ دعا مانگتے تھے اللہ تو اسے قبول فرمالے۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرۃ:۱۲۷) یہ دعا مومن کا ہتھیار ہے یہ تقدیر بدل دیتی ہے، مصیبت دور کرتی اور آنے والی مصیبت کو روک دیتی ہے۔

آئیے ہم یہ عہد کریں کہ باہمی رواداری، احترام وخیر خواہی کے ساتھ رہیں گے، ملک وقوم کی ترقی وخوشحالی کے لئے کام کریں گے، ہمارا یہ نصب العین اور زندگی کا مشن ہو کہ سماج کا کوئی فرد بھوکا نہ رہے وہ احساس محرومی کا شکار نہ ہو اور تلخی وکدورت کی نفسیات میں مبتلا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنی صالح توفیق سے نوازے اور ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

آپ سب کو عید کی بہت بہت مبارکبادیاں

ماہ رمضان المبارک کی خصوصیات

ابومعاویہ شارب بن شاکر السلفی، بہار

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم، أما بعد:

(01) ماہ رمضان ایک نعمت ہے:

کسی مسلمان کے لئے یہ سب سے بڑی سعادت مندی اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ اسے رمضان جیسا بابرکت مہینہ مل جائے اور اگر اس ماہ میں نیکیاں کمانے اور رب کو راضی کرنے کی توفیق مل جائے تو اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ رب العالمین نے رمضان کے بیان میں فرمایا: " وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ " اور اللہ تعالی کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ (البقرۃ:185) یعنی تم اللہ کی بڑائی وکبریائی، عظمت وشان بیان کرو کیونکہ اس نے تمہیں رمضان جیسی دولت سے نوازا تا کہ تم اپنے رب کو راضی کرسکو۔

(02) رمضان کا مہینہ صرف امت محمدیہ کو عطا کیا گیا اور اللہ کا یہ ایک احسان عظیم ہے:

امت محمدیہ کو رب العالمین نے رمضان مہینہ عطا کر کے ان پر احسان عظیم کیا ہے اور یہ احسان اس ناحیے سے ہے کہ امت محمدیہ کے لوگوں کی عمریں تو کم ہیں مگر وہ اس مہینے میں اور بالخصوص طاق راتوں میں عبادت وبندگی کر کے سالانہ 83 سال چار ماہ کے برابر نیکیاں کر کے اجر وثواب کما کر اپنے سے پہلوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں بلکہ ان سے بھی آگے جنت میں اپنا مقام بنا سکتے ہیں! اب ذرا سوچئے کہ پچھلی امتیوں کے مقابلے میں امت محمدیہ کے افراد کی عمریں کتنی قلیل ہیں، پچھلی امت کے لوگ جہاں 500/600/1000/2000 سال جیا کرتے تھے وہیں پر احادیث کی روشنی میں امت محمدیہ کے ایک فرد کی عمر 60 سال سے 70 سال کے درمیان ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو دونوں امتیوں کے افراد کے عمروں کے مابین کتنی بُعد اور دوری ہے، کہاں 2000 سال اور کہاں 60 سال، مگر امت محمدیہ کے اوپر اللہ احسان وکرم دیکھئے کہ اس نے اس امت محمدیہ کو ماہ رمضان دے کر کے پچھلی امتیوں کے عمروں کے برابر نیکیاں کمانے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ جانے کا موقع مہیا کر دیا ہے مثال کے طور پر اگر کسی مسلمان کی عمر 60 سال ہے اور وہ انسان 15 سال کی عمر میں بالغ ہوا تو گویا کہ اس نے بالغ ہونے کے بعد 45 رمضان پائے اب اگر اس نے ہر سال اہتمام کے ساتھ پورے ماہ عبادت وبندگی کی ہوگی تو اس میں طاق راتیں بھی ہوں گی تو گویا کہ اس نے تین ہزار نو سو پندرہ (3915) سال کے برابر اللہ کی عبادت وبندگی کی۔ سبحان اللہ، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

(03) ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے:

(04) ماہ رمضان دلوں سے وسوسہ اور حسد، بغض وعداوت کو ختم کر دیتا ہے:

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی خاصیت ہے کہ یہ مہینہ دلوں کو بغض وحسد سے پاک وصاف کر دیتا ہے جیسا کہ سیدنا علیؓ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: " صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبْنَ وَحَرَ الصُّدُورِ " صبر کے مہینے یعنی رمضان میں فرض روزہ اور اسی طرح ہر ماہ میں تین روزہ رکھنے سے دل کی بیماریاں شیطانی وسوسے، کینہ وکپٹ، بغض وعداوت، حسد وجلن، غیظ وغضب ان ساری چیزوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(صحیح الترغیب والترھیب للألبانی رحمہ اللہ: 1022، صحیح الجامع للألبانی رحمہ اللہ: 3804)

(05) ماہ رمضان میں ہی غزوۂ بدر پیش آیا: رمضان ہی وہ مہینہ جس کے اندر اسلام کا بول بالا ہوا اور کفر وشرک کو منہ کی کھانی پڑی وہ بھی اس طرح سے کہ صرف تین سو تیرہ نے ایک ہزار لشکر جرار کو شکست فاش دی تھی، گویا کہ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس کے اندر عزت وسربلندیاں عطا کی جاتی ہیں۔

(06) ماہ رمضان میں ہی سب سے زیادہ رب کی برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے:

رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس کے اندر سب سے زیادہ رب کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ.........." تمہارے پاس رمضان کا برکت والا مہینہ آ گیا ہے جس کے اندر اللہ تعالی نے تمہارے اوپر روزے فرض کئے ہیں۔ (نسائی: 2106، صحیح الجامع للألبانی رحمہ اللہ: 3519، الصحیحۃ: 1868)

(07) آپ ﷺ صرف ماہ رمضان کی آمد پر صحابہ کرام کو بشارت دیتے تھے:

رمضان کتنا عظیم مہینہ ہے اور ایک انسان کی زندگی میں رمضان کی کتنی اہمیت ہے اگر اس بات کا اندازہ لگانا ہو تو پھر اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پورے سال میں کسی بھی ماہ کے آنے پر آپ ﷺ اس بات کی خاص جانکاری نہ دیا کرتے تھے کہ فلاں مہینہ آ چکا ہے مگر جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ ﷺ صحابۂ کرام

کو بالخصوص اس ماہ کے آمد کی بشارت دیتے ہوئے نیکیوں پر ابھارا کرتے تھے جیسا کہ انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ" بلا شبہ یہ بابرکت مہینہ تمہارے پاس آیا ہے (اسے غنیمت جانو) اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر و برکت سے محروم رہا اور اس کی خیر و برکت سے صرف وہی محروم رہتا ہے جو ہر قسم کی خیر سے محروم ہو۔ (صحیح ابن ماجہ للألبانی رحمہ اللہ: 1333، صحیح الترغیب للألبانی رحمہ اللہ: 990)

(08) سب سے زیادہ فرشتے ماہ رمضان میں ہی زمین پر اترتے ہیں:

رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس ماہ کے شب قدر کی راتوں میں سب سے زیادہ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصَى" بلا شبہ قدر کی رات میں زمین پر فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (الصحیحۃ للألبانی رحمہ اللہ: 2205)

(09) ماہ رمضان میں روئے زمین پر روح الامین کا نزول:

ماہ رمضان کے طاق راتوں میں جہاں کثرت سے فرشتوں کو نزول ہوتا ہے وہیں پر رب العالمین نے اپنے کلام مقدس کے اندر اس بات کی بھی جانکاری دی ہے کہ رمضان مہینے کے طاق راتوں میں جبرئیل امین کا بھی نزول ہوتا ہے، فرمان باری تعالی ہے: "تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ" شب قدر کی راتوں میں ہر کام کو سرانجام دینے اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح الامین جبرئیل اترتے ہیں۔ (القدر: 4)

سبحان اللہ رمضان کے طاق راتوں میں اتنے مکرم و مقرب فرشتے کا روئے زمین پر نازل ہونا یہ ماہ رمضان کی سب سے عظیم خوبی ہے۔

(10) قرآن کریم میں 12 مہینوں میں سے صرف رمضان ہی کا نام آیا ہے:

(11) رمضان ہی کے مہینے میں قرآن کو نازل کیا گیا:

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی عظمت کے لیے تو بس اتنی سی بات ہی کافی تھی کہ قرآن کا نزول تمام مہینوں کو چھوڑ کر صرف اسی ماہ میں یہی وجہ ہے کہ رمضان مہینے کا نام لے کر رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ" ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کو اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ (البقرۃ: 185)

(12) تمام مقدس کتابیں رمضان ہی کے مہینے میں نازل کی گئیں:

ماہ رمضان کی برکت و عظمت کا اندازہ اگر لگانا ہو تو اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس ماہ میں صرف قرآن کا ہی نزول نہیں ہوا بلکہ جتنی بھی مشہور و معروف آسمانی کتابیں اور صحیفے ہیں ان تمام کا نزول اسی ماہ رمضان میں ہوا جیسا کہ سیدنا واثلۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "أُنْزِلَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الْإِنْجِيلُ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الزَّبُورُ لِثَمَانِ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الْقُرْآنُ لِأَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ" صحیفۂ ابراہیم کو رمضان کی پہلی رات میں نازل کیا گیا، تورات اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے چھ ایام گذر گئے تھے، انجیل تب نازل کی گئی جب رمضان کے تیرہ ایام گذر چکے تھے، زبور اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے اٹھارہ ایام گذر چکے تھے، اور قرآن اس وقت نازل کیا گیا جب رمضان کے چوبیس ایام گزر چکے تھے۔ (الصحیحہ للألبانی: 1575)

(13) ہزار مہینوں سے بہتر رات ماہ رمضان میں ہی ہے:

اس سلسلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ" رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر برکت سے محروم رہا اور اس کی خیر و برکت سے صرف وہی محروم رہتا ہے جو بدنصیب ہو۔ (صحیح ابن ماجہ للألبانی: 1333)

(14) رمضان ہی کے مہینے میں سال بھر کے موت و حیات اور تمام وسائل زندگی کے فیصلے کئے جاتے ہیں:

ماہ رمضان کی یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت و اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس ماہ کے شب قدر کی رات میں پورے سال کے احکام و مسائل یعنی کہ موت و حیات کے فیصلے، رزق کی تفصیلات، وسائل زندگی وغیرہ کے فیصلے کو لوح محفوظ سے اتار کر فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: "إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ. فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ" یقینا ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (الدخان: 4)

(15) رمضان کے مہینے میں اعلان کرنے کے لئے فرشتے کی تقرری کی جاتی ہے:

(16) رمضان کے مہینے میں ہر رات اللہ تعالی لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے:

ماہ رمضان کی عظمت و خصوصیت تو دیکھئے کہ رب العالمین نے ماہ رمضان کو ایسا

بابرکت بنایا ہے کہ اس ماہ کے تیسوں دن اور چوبیس گھنٹے ہر آن و ہر لحہ نوری مخلوق یہ صدا دیتی ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اسی لیے اے انسانو! تم نیکیوں میں آگے بڑھو اور اور برائیوں سے توبہ کرلو، ساتھ ہی رمضان ہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس کے اندر سب سے زیادہ رب العالمین لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے جیسا کہ فرمان مصطفی ﷺ ہے کہ : "......وَنَادَى مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ" اور رمضان کے مہینے میں ہر دن آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے کہ اے خیر طلب کرنے والو! نیک کام کے لئے آگے بڑھو اور اے برے کام کی طلب رکھنے والو! برے کاموں سے رک جاؤ، اور ہر رات اللہ تعالی لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (صحیح ابن ماجه للألبانی: 1642) وفي رواية عن جابر مرفوعا: "إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ" بے شک اللہ تعالی ہر روز افطاری کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ (صحیح ابن ماجة للألبانی: 1332)

(17) رمضان کے مہینے میں ہر دن و رات میں دعا قبول کی جاتی ہے:

ماہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس کے ہر آن اور ہر ہر لمحے میں کی گئی دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ رب العالمین نے بزبان رسالت سنا دی ہے، سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "إِنَّ لِلَّهِ عُتَقَاءَ مِنَ النَّارِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ - يعني في رمضان - وَإِنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً" بے شک اللہ تعالی رمضان کے ہر دن اور رات میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور ماہ رمضان کے ہر دن و رات میں ہر مسلمان کے لئے ایک ایسی دعا کا وقت ہے جسے قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ (صحیح الترغیب للألبانی: 1002، صحیح الجامع للألبانی رحمہ اللہ: 2169)

(18) رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب ہے:

ماہ رمضان رب العالمین کا امت محمدیہ کو دیا ہوا ایک عظیم تحفہ ہے کیونکہ ماہ رمضان کو رب العالمین نے ایسا بنایا ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے پر حج کے برابر اجروثواب ملتا ہے جیسا کہ ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً" رمضان میں عمرہ کرنے کا اجروثواب حج کے برابر ہے۔ (مسلم: 1256)

(19) رمضان میں عمرہ کرنا آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ثواب ہے:

سبحان اللہ! رمضان کی یہ کیسی عظمت ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے والا ویسے ہی اجروثواب پاتا ہے جیسے کہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے پر اجروثواب ملتا ہے، اس بارے میں ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي" رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری: 1863)

(20) رحمت الہی کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے:

(21) آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

(22) جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

(23) جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں:

(24) سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے:

مذکورہ بالا تمام باتوں کا بیان مندرجہ ذیل احادیث کے اندر کی گئی ہے:

(أ) عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ مرفوعا: "إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّيَاطِينُ" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو رحمت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ بند کردیا جاتا ہے اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(ب) عن أبي هريرة مرفوعا: "إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّيَاطِينُ" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ بند کردیا جاتا ہے اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(ج) عن أبي هريرة مرفوعا: "إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّيَاطِينُ" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ بند کردیا جاتا ہے اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری: 1899، 3277، مسلم: 1079، 2495، 2496)

(25) رمضان کا مہینہ گناہوں کے مٹ جانے کا سبب ہے:

رمضان مہینے کی ایک عظیم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس ماہ میں عبادت و بندگی کو اگر انجام دیتے ہوئے گذارے اور پھر پورے سال تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے تو یہ مہینہ ایک مسلمان کے تمام صغیرہ گناہوں کا مٹا دیتا ہے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ" پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک اپنے اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم: 233)

(26) رمضان میں روزہ رکھنا پورے گناہوں کے مٹ جانے کا سبب ہے:

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی عظمت تو یہ ہے کہ اس ماہ میں روزے رکھنے سے رب العالمین پچھلے ایک سال کے تمام صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ فرمان مصطفی ﷺ ہے: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

"جس نے بھی رمضان میں ایمان اوراجروثواب کی نیت سے روزے رکھے اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔(بخاری:2014،مسلم:760)

(27) رمضان کے مہینے میں روزے رکھنادس مہینوں کے برابرروزہ رکھنا ہے:

رمضان کی خصوصیت تو دیکھیے کہ اس ماہ میں تیس یا انتیس روزے رکھنے کا اجروثواب دس ماہ کے برابرروزہ رکھنے کا اجروثواب ملتا ہے جیسا کہ ماہ شوال کے اندر چھ روزہ رکھنے کا اجروثواب بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے کہا کہ :"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ" جس نے رمضان کے روزے رکھے اورپھراس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا کہ اس نے ساراسال ہی روزہ رکھا۔(مسلم:1164) کیونکہ رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہے جیسا کہ مسند احمد کی ایک حدیث کے اندراس بات کا ذکرموجود ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے تو ایک ماہ دس ماہ کے برابر ہے۔۔۔۔(مسند احمد:21906)

(28) رمضان میں قیام کرنا پورے گناہوں کے مٹ جانے کا سبب ہے:

ماہ رمضان کی خصوصیت اورہم امت محمدیہ کے اوپر اللہ کا فضل وکرم تو دیکھیے کہ اس ماہ میں قیام کرنے سے بھی تمام پچھلے صغیرہ گناہوں کو مٹادیا جاتا ہے جیسا کہ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ :"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" جس نے رمضان کے مہینے میں ایمان اوراجروثواب کی نیت سے قیام کیا تواس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔(صحیح ابوداؤدللألبانی:1241)

(29) رمضان میں امام کے ساتھ قیام کرنے پرساری رات قیام کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے:

سبحان اللہ! یہ رمضان کی کیسی خصوصیت ہے کہ اگرکوئی شخص اس ماہ میں امام کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھتا ہے تو اسے ساری رات قیام کرنے کے برابراجروثواب ملتا ہے جیسا کہ ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کاش آپ ہمیں پوری رات قیام فرماتے توآپ ﷺ نے فرمایا کہ :"مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَإِنَّهُ يَعْدِلُ قِيَامَ لَيْلَةٍ" جوشخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے تواس کا وہ قیام اجروثواب میں پوری رات کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔(ابن ماجہ:1327،ابوداؤد:1375،اسنادہ صحیح)

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱)وہ طلباء جواعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اورانہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اورصوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲)وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یااس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یانئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ 'جریدہ ترجمان"(اُردو)، ماہنامہ "اصلاح سماج"(ہندی)، نیز ماہنامہ "دی سمپل ٹروتھ"(انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اورقدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اورعہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یااس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جوحضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

شب قدر، اعتکاف، صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل

شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ

شب قدر: شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہونا شروع ہوا، عزت وحرمت کی رات ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے، امن وسلامتی کی رات ہے جس میں عالم کے لئے امن وسلامتی کا پیغام اترا، وہ برکت والی رات ہے جس میں برکات ربانی، رحمتہائے آسمانی کی ہم پر سب سے پہلے بارش ہوئی۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ (القدر:۵-۱)

ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ وہ ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح الامین جبرئیل اپنے رب کے حکم سے امن اور سلامتی لے کر اترتے ہیں جو طلوع فجر تک قائم رہتی ہے۔

"إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَآ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ"۔ (الدخان:۶-۳)

وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (صحیحین)

جس نے شب قدر میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے تراویح اور قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس رات میں رحمت الٰہی کا طلبگار ہو اور رحیم وکریم کے سامنے سر نیاز جھکا دے اور خشوع وخضوع سے یہ دعا پڑھے۔

: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے، درگذر کرنے کو پسند کرتا ہے، پس میرے گناہوں سے درگذر فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا: اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا پڑھوں؟ آپ نے ان کو یہی دعا سکھائی۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

شب قدر رمضان کے آخر عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ رمضان کے آخر دہے کی راتوں میں خصوصیت اور غایت اہتمام کے ساتھ تسبیح وتقدیس، تکبیر وتہلیل، استغفار وذکر الٰہی، تلاوت قرآن، نفل نمازوں میں مشغول رہے اور طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

اعتکاف: عبادت الٰہی کی نیت سے مسجد میں اپنے کو مقید کرنا اعتکاف ہے اور یہ سنت موکدہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ (صحیحین)

یعنی آپ ہمیشہ رمضان کے آخر دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے تا آنکہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی، آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف کرتی رہیں۔

اعتکاف کرنے والا چونکہ قرب الٰہی کی طلب میں اپنے کو خدا کی عبادت کے لئے وقف کردیتا ہے، اور دنیا کے تمام مشاغل سے دور ہوجاتا ہے، اس لئے ان اشخاص کے مشابہ ہے جن کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے کرتے ہیں۔ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ۔ رات دن پاکی بیان کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ (آل عمران:۱۹۱) اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں۔ "إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ۔ (السجدہ:۱۵) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور:۳۷) ان کی حالت یہ ہے کہ جب آیات قرآنیہ کے ساتھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور حمد الٰہی کے ساتھ رب کی پاکی بیان کرتے ہیں، ان کے پہلوان کی خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں، امید وبیم کی حالت میں اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں، اللہ کی یاد سے خرید وفروخت ان کو غافل نہیں کرتی۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَشَدَّ مِئْزَرَهُ (صحیحین)۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ۔ (مسلم)

ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ جتنے دن چاہے اعتکاف کرسکتا ہے مگر رمضان کے پورے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے، پس جو شخص پورے عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو، بیسویں رمضان کو دن کے آخر حصہ میں آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات مسجد میں گزارے

اورمسجد کے جس گوشہ میں اس کے لئے اعتکاف کی جگہ متعین کی گئی ہے،صبح کی نماز سے فارغ ہوکراس جائے معینہ کواعتکاف کے لئے اختیار کرلے۔

اعتکاف مردوعورت اورنابالغ بھی کرسکتے ہیں،مگرعورت کواپنے شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضروری ہے،اعتکاف اپنے شہر یا قصبہ کی جامع مسجد میں کرنا چاہیے۔**وهو مختار شيخنا العلامة الاجل الشيخ عبدالرحمن المباركفوري رحمه الله تعالى كما صرح به في شرح الترمذي۔** عورت بھی مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے۔(جیسا کہ ازواج مطہرات مسجد نبوی میں معتکف ہوئی تھیں)مگراس کے لئے اس کے شوہر یاذی محرم کی ضرورت ہے،زمانہ کے خراب اور پرفتن ہونے کی وجہ سے علمائے حنفیہ کے نزدیک عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے،ان کے نزدیک اس کواپنے گھر کی مسجد میں یا گھر کی کسی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

کن امور سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگااوروہ جائز ہیں:
مسجد گرجانے یا زبردستی مسجد سے نکال دیئے جانے یا جان ومال کے خوف سے مسجد سے باہرنکل جانا بشرطیکہ دوسری مسجد میں فوراچلاجائے،مسجد میں کسی دوسرے کوضرورت کے وقت خریدوفروخت کی ہدایت کرنا، نکاح کرنا، عمدہ لباس پہننا،سرمیں تیل لگانا، خوشبواستعمال کرنا،کوئی دوسرا کھانالانے والانہیں ہےاس لئے خودگھرجا کرکھانالانا،پیشاب ،پاخانہ کے لئےقریب سےقریب جگہ جانا،غسل جنابت کے لئےمسجد سے باہرجانا،بعض روایتوں سے جامع مسجد کے علاوہ دوسری ایسی مسجد میں جہاں جماعت کے ساتھ پنجگانہ نماز ہوتی ہو،اعتکاف کرنے کا جواز نکلتا ہےاس لئے جامع مسجد میں جمعہ کی نمازادا کرنے کے لئے اس قدر پہلے جاسکتا ہے کہ خطبہ سے پہلے چاررکعت پڑھ سکےاورنماز فرض کے بعداس قدرٹھہرسکتا ہے کہ چاریاچھ رکعت سنت پڑھ سکے۔

ممنوعات اعتکاف:ا۔بیوی سے بوس وکنار اورصحبت کرنا، وَلاَ تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِيْ الْمَسَاجِدِ۔ مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں بیویوں سے مباشرت وغیرہ نہ کرو۔ ۲۔جنازہ اٹھانے یاجنازہ کی نماز پڑھنے کے واسطے یا بیمار کی عیادت اور تیمارداری کے لئے مسجد سے نکلنا، ہاں اگرقضائے حاجت کے لئے معتکف مسجد سے باہر گیا اورراستہ میں کوئی بیمارمل گیا تواسے چلتے چلتے حال پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لاَ يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلاَ يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلاَ يَمُسَّ اِمْرَأَةً وَلاَ يُبَاشِرُهَا وَلاَ يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلاَّ لِمَا لاَبُدَّ مِنْهُ۔ (ابوداؤد)

معتکف کے لئےسنت یہ ہے کہ کسی بیمار کی عیادت نہ کرےاورنہ جنازے میں حاضرہواورنہ عورت کوچھوئے اورنہ مباشرت وجماع کرے اور پیشاب پاخانے کی حاجت کے علاوہ کسی اورضرورت وحاجت سے نہ نکلے۔

صدقہ فطر: ہم پہلے بتاچکے ہیں کہ روزہ دارمجسم نیکی ہوتا ہے،اس کا جسم انسانی ہوتا ہےمگرروح فرشتوں کی زندگی گزارتی ہے،نہ تووہ غیبت کرتا ہےنہ جہالت کے کام کرتا ہےمگرپھربھی وہ معصوم نہیں ہے اس سے غلطی اورلغزش ہوسکتی ہے، گناہ اور برائی میں مبتلا ہوسکتا ہے،زبان سے بیہودہ اورلغو باتیں نکل آتی ہیں،ظاہر ہےایسی حالت میں روزہ عیوب اورنقصانات سے منزہ اور پاک نہیں رہے گا،اسی لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے روزوں کوان نقصانات سے پاک صاف اورمقبول ہونے کے لئے ایک نہایت سہل صورت بتائی ہے جس کواصطلاح شرع میں صدقۃ الفطر کہتے ہیں اورجودیگرفرائض کی طرح ایک فریضہ ہے۔

صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلاَ يُرْفَعُ اِلاَّ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ۔ **(ترغیب و ترهیب)** رمضان کے روزے آسمان اورزمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اورجب تک صدقۃ الفطرنہ ادا کیا جائے،مقبول نہیں ہوتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفْثِ...الحديث (ابوداؤد، ابن ماجه)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۃ الفطرفرض کیا ہے، روزہ دار کے روزے کولغواورفحش گوئی سے پاک اورصاف کرنے کے لئے۔

صدقہ فطر کس پر فرض ہے: صدقہ فطر کی فرضیت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس زکوۃ کا نصاب ہوبلکہ جس طرح ایک دولت مند پرفرض ہے،اسی طرح اس غریب پربھی فرض ہے،جس کے پاس عید کے دن اپنی اوراپنی اہل وعیال کی خوراک سے زائداس قدرموجودہوکہ ہرایک کی طرف سے ایک صاع غلہ دے سکے، بلکہ غرباءکودوسروں کے دیئے ہوئے غلہ سےصدقہ فطرادا کرنا چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: **اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللهُ وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ اللهُ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطٰى** (احمد، ابوداؤد)صدقہ فطر کے ذریعہ اللہ غنی کوپاک صاف کرتا ہےاورغریب کواس کے ساتھ جتنااس نے دیااس سے زیادہ واپس لوٹاتا ہے۔

معلوم ہواصدقہ فطرامیرغریب مستطیع غیرمستطیع سب پرفرض ہے، ونیز حضرت ابن عمررضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (صحيحين)** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطرایک صاع کھجور، یاایک صاع جو،غلام،آزاد،مرد،عورت،نابالغ، بالغ مسلمان پرفرض کردیا ہےمگر بیوی بچوں غلاموں کا صدقہ فطر مالک اورصاحب خانہ کودیناہوگا۔

حضرت ابن عمررضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **امر رسول الله ﷺ بصدقة الفطر عن الصغير والكبير والحر والعبد ممن تعولون** (دارقطنی) یعنی بالغ، نابالغ،آزاد،غلام کےنفقہ اورخرچ کا جوذمہ دارہواس کوان کی طرف سےصدقہ فطرادا کرنے کا حکم فرمایا۔

اگر بیوی بچے مکان پرنہ ہوں بلکہ سفرمیں ہوں توان کا صدقہ فطربھی ادا کرنا ہوگا

ہاں اگر کسی نابالغ لڑکی سے نکاح کیا ہے اور عدم بلوغ کے باعث رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے والدین کے یہاں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کو ادا کرنا ہوگا، اور وہ عورت جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نافرمانی کر کے ماں باپ کے یہاں چلی گئی ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے شوہر پر فرض نہیں ہے۔

صدقہ فطر انہی لوگوں پر فرض نہیں ہے جن پر روزے فرض ہیں بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت جیسا کہ صحیحین کی احادیث سے معلوم ہو چکا، آپ نے صدقہ فطر کو طعمة للمساکین (مساکین کی خوراک) فرمایا، پس صدقہ فطر جس طرح روزہ دار کی فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کو دور کرنے کی حیثیت سے فرض کیا گیا اسی طرح مساکین کی خوراک ہونے کی حیثیت سے بھی فرض کیا گیا ہے، پس جو شخص عید کی صبح کو مسلمان ہو جائے یا جو بچہ عید کی صبح کو پیدا ہو جائے اس پر صدقہ فطر فرض ہے۔

صدقہ فطر کب ادا کرنا چاہیے: صدقہ فطر عید کی صبح کو عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے، اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا گیا تو صدقہ فطر ادا نہیں ہوگا اور صدقہ فطر کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ مطلق صدقہ اور خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔

فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. **(ابوداؤد، ابن ماجه)**

جس نے صدقہ فطر قبل نماز عید ادا کیا تو وہ صدقہ فطر مقبول ہوگا اور جس نے بعد نماز ادا کیا تو وہ مطلق خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمرؓ صحابی فرماتے ہیں: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ (بخاری) آنحضور ﷺ نے صدقہ فطر عیدگاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔

اگر کسی مقام میں بیت المال اور سرداری کا نظام موجود ہو اور یہ سردار زکوۃ وصدقہ خور سرداروں اور پیروں کی طرح نہ ہو بلکہ وہاں پر بیت المال اور سرداری کا نظام معاشرہ کی اصلاح کے ساتھ زکوۃ، عشر، صدقۃ الفطر وغیرہ کو ان کے مصارف مقررہ میں دیانت داری کے ساتھ تقسیم کرنے کے لئے ہو تو عید سے دو ایک دن پہلے اپنے اپنے صدقۃ الفطر کو بیت المال میں بھیج دینا کہ وہاں جمع ہو کر مستحقین کو تقسیم کیا جائے شرعاً جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بخاری میں ہے: کان یعطیها للذین یقبلونها وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم أو یومین قال البخاری: کانوا یعطون لیجمع لا للفقراء، موطا میں ابن عمرؓ کے متعلق ھے: کان یبعث زکوۃ الفطر الی الذی یجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلثة۔ قال شیخنا فی شرح الترمذی اثر ابن عمر انما یدل علی جواز اعطاء صدقة الفطر قبل الفطر بیوم او یومین لیجمع لا للفقراء کما قال، واما اعطاؤھا قبل الفطر بیوم او یومین للفقراء فلم یقم علیه دلیل انتھی۔ جمع شدہ صدقہ فطر عید کے دن مساکین وفقراء کو تقسیم کر دے تاکہ وہ اس دن سوال سے بے نیاز ہو جائیں اور شرعی مصلحت پوری ہو جائے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: **کان یامرنا ان نخرجها قبل ان نصلی فاذا انصرف قسمه بینهم (سعید بن منصور)**

صدقہ فطر کس قدر اور کن چیزوں سے دینا چاہیے:

صدقہ فطر اس غلہ سے دینا چاہیے جو عام طور پر وہاں کے لوگوں کی خوراک ہو، اگر عام طور پر چاول کھایا جاتا ہے تو چاول دینا چاہیے قس علی ہذا۔ اور بغیر فرق وامتیاز کے ہر جنس سے ایک صاع حجازی دینا چاہیے **(وھو الاحوط عند شیخنا کما صرح به فی شرح الترمذی)** لیکن وہ جنس گھٹیا نہیں ہونی چاہیے، صاع حجازی یعنی صاع نبوی کی تول انگریزی سیر سے مختلف غلوں کی مختلف ہوتی ہے، اس لئے تعیین نہیں کی جاسکتی پس جن لوگوں نے مطلقاً تین سیر یا چار سیر یا پونے تین سیر یا سوا دو سیر لکھا ہے، صحیح نہیں ہے۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کھجور، جو، پنیر، منقی سے ایک صاع فی کس صدقہ فطر ادا کیا جائے لیکن گیہوں میں اختلاف ہے کہ ایک صاع دینا چاہیے یا نصف صاع، گیہوں سے صدقہ فطر دینے کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے، **کما صرح به الحافظ والشوکانی والزیلعی وغیرھم**، ہاں اکثر صحابہ گیہوں سے نصف صاع دیئے جانے کے قائل تھے، اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابوسعید خدریؓ تمام اجناس سے ایک صاع دینے کے قائل تھے، اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عہد نبوی میں مدینہ میں گیہوں تقریباً تھی ہی نہیں اور جب فتوحات اسلامی کا سلسلہ وسیع ہوا اور گیہوں مختلف مقامات سے آنے لگی یا صحابہ کا ایسے مقامات میں گذر ہوا جہاں گیہوں ہوتی تھی لیکن اور اجناس کے مقابلہ میں گراں تھی تو صحابہؓ نے گیہوں کو گراں سمجھ کر قیمت کا خیال کر کے نصف صاع کافی سمجھا، اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ گیہوں سے نصف صاع کے قائل تھے انہوں نے قیمت کا لحاظ کیا اور حضرت ابن عمرؓ اور ابوسعید خدریؓ نے قیمت کا لحاظ نہیں کیا بلکہ صاع کی مقدار کا لحاظ کر کے بلا فرق وامتیاز ہر جنس سے ایک صاع ضروری سمجھا۔ **وبه قال مالک والشافعی واحمد واسحاق وھو الاحوط عند شیخنا۔** ہندوستان میں گیہوں کھجور سے سستی ہے پس ہر شخص کو گیہوں سے بھی ایک صاع دینا چاہیے ہاں اگر کسی کو ایک صاع دینے پر قدرت نہیں ہے تو نصف صاع دے دے۔

صدقہ فطر میں کیا قیمت یعنی نقد (پیسہ) دینا جائز ھے: آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے صدقۃ الفطر میں قیمت دینا ثابت نہیں۔ اس لئے بغیر عذر کے قیمت نہیں دینی چاہیے، بلکہ عام طور پر کھائے جانے والے غلہ ہی سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے، البتہ اگر حسب ضرورت غلہ نہ مل سکے تو بازار کے عام نرخ کے مطابق فطرہ میں قیمت نکالی جاسکتی ہے، صاحب حدائق الازہار کے قول: **وانما تجزئ القیمة للعذر** کی شرح میں علامہ شوکانی لکھتے ہیں: **اقول ھذا صحیح لان ظاهر الاحادیث الواردة لتعیین قدر الفطرة من الاطعمة أن اخراج ذلک مما سماہ النبی ﷺ متعین، واذا عرض مانع**

من اخراج العين كانت القيمة مجزئة لان ذلك هو الذى يمكن من عليه الفطرة ولا يجب عليه ما لا يدخل امكانه۔ (السيل الجرارج ۲/۸۲ طبع القاهرة)

عیدالفطر: عیدالفطر کی رات شرف اور بزرگی کی رات ہے، اس بارے میں کئی صحابہ سے روایتیں آئی ہیں جن کو حافظ عبدالعظیم منذری نے اپنی ترغیب میں ذکر کیا ہے، عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ۔ (صحيحين)

عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِيْهِ۔ (بخاری)

عن عمران بن حصين مرفوعا لا وفاء لنذر فى معصية۔ (مسلم)

زوال شمس کے بعد عید کا چاند دیکھنے کی شہادت: اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کسی جگہ سے وقت پر شہادت پہنچی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو زوال سے پہلے اگر معتبر شہادت مل جائے تو روزہ افطار کر دینا چاہیے اور اسی دن عید کی نماز پڑھ لینی چاہیے اور اگر آفتاب ڈھلنے کے بعد چاند دیکھنے کی شہادت پہنچے تو روزہ اسی وقت افطار کر دیا جائے لیکن عید کی نماز اس دن نہ پڑھی جائے، ابوعمیر انصاری اپنے کئی صحابی چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔

اُهِلَّ عَلَيْنَا هِلَالُ شَوَّالٍ فَاَصْبَحْنَا صِيَامًا فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اِنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يُّفْطِرُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ وَاَنْ يَّخْرُجُوْا لِعِيْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ. (ابوداؤد، نسائی وغیرہ)

ابر کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہیں آیا اس لئے ہم نے روزہ کی حالت میں صبح کی آخر دن میں چند سوار آئے اور آنحضور ﷺ کے سامنے شہادت دی کہ ہم نے چاند شام کو دیکھ لیا تھا، آپ نے لوگوں کو افطار کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ کل عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں چلنا ہوگا۔

عیدالفطر کے دن یہ امور مسنون ہیں: (۱) غسل کرنا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدگاہ میں جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے، (موطا مالک) ابن ماجہ، عبداللہ بن احمد، بزار نے ابورافعؓ، ابن عباسؓ وغیرہ سے آنحضرت ﷺ کے عید کے دن غسل کرنے کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ لکنها كلها ضعيف كما صرح به الحافظ فى الدراية۔

(۲) **عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا،** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدین میں بہترین کپڑے پہنتے تھے۔ (فتح الباری بحوالہ بیہقی وابن ابی الدنیا)

(۳) **بہترین خوشبو استعمال کرنا:** قال الامير اليمانى فى سبل السلام يندب لبس احسن الثياب والتطيب باجود الاطياب فى يوم العيد لما اخرجه الحاكم من حديث الحسن السبط قال: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الْعِيْدَيْنِ اَنْ نَلْبِسَ اَجْوَدَ مَا نَجِدُ وَاَنْ نَتَطَيَّبَ بِاَجْوَدِ مَا نَجِدُ۔

(۴) **بلند آواز سے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارنا۔** عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِنَّهٗ كَانَ اِذَا غَدَى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى يَجْهَرُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى يَاْتِيَ الْمُصَلّٰى ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَاْتِيَ الْاِمَامُ (دارقطنى ، بيهقى) حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارتے تھے (دارقطنی) ایک حدیث میں ہے عیدین کو تکبیر کے ذریعہ زینت دو۔ (طبرانی باسناد ضعیف) ولتكبروا الله على ما هداكم تاکہ اللہ کی بڑائی بیان کرو اس کی ہدایت پر۔ اس آیت سے علماء نے تکبیر مذکور پر استدلال کیا ہے، تکبیر کے الفاظ یہ ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(۵) **عیدگاہ میں پیدل جانا۔** عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْرُجُ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَاَنْ تَاْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ اخرجه الترمذى وفى الباب احاديث اخرى ضعيفة لكنها يعتضد بعضها ببعض۔

(۶) **ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔** كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ۔ (ترمذى، احمد، ابن حبان وغيرهم) وفى الباب احاديث اخرى ذكرها الشوكانى فى النيل۔ راستہ بدلنے کی بیس سے زیادہ حکمتیں بیان کی گئی ہیں، ظاہری حکمت اسلام کی قوت اور شوکت کا اظہار ہے۔

(۷) **طاق کھجوریں یا چھوہارے کھا کر عیدگاہ جانا،** اگر یہ نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز کھالے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔ (بخاری) یعنی آنحضرت ﷺ عیدالفطر کی صبح کو بغیر طاق کھجوریں کھائے ہوئے عیدگاہ تشریف نہیں لے جاتے تھے۔

عورتوں کا عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ جانا: عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کے لئے جانا سنت ہے۔ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، جوان ہوں یا ادھیڑ یا بوڑھی۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْاَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ فِي الْعِيْدَيْنِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتَعِرْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔ (صحيحين وغيره)

آنحضرت ﷺ عیدین میں دوشیزہ جوان کنواری حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے، حیض والی عورتیں جائے نماز سے الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں، ایک عورت نے عرض کیا: اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: اس کی مسلمان بہن اپنی چادر میں لے جائے۔

جولوگ کراہت کے قائل ہیں یا جوان اور بوڑھی کے درمیان فرق کرتے ہیں درحقیقت وہ صحیح صریح حدیث کو اپنی فاسد اور باطل رایوں سے رد کرتے ہیں۔

حافظ نے فتح الباری میں اور ابن حزم نے اپنی محلی میں بالتفصیل مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں، ہاں عورتوں کو عیدگاہ میں سخت پردہ کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خوشبو لگائے اور بغیر بجنے والے زیوروں اور زینت کے لباس کے جانا چاہیے تاکہ فتنہ کا باعث نہ بنیں۔

عیدکی نماز صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں پڑھنی چاہیے۔ عید کی نماز قصبہ یا شہر یا گاؤں سے باہر صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں ادا کرنی سنت ہے اور بغیر عذر کے مسجد میں یا چہار دیواری گھیر کر مسجد کی صورت بنا کر احاطہ میں ادا کرنا خلاف سنت ہے۔

آنحضور ﷺ کا مصلی (عیدگاہ) صحرا میں تھا جس کو جبانہ کہتے ہیں۔ آپ نے صرف ایک دفعہ بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد نبوی میں عید کی نماز پڑھی تھی اور مسجد نبوی کے اشرف مواضع اور افضل بقاع ہونے بلکہ اس کے بعض حصہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ ہونے کے باوجود بغیر عذر کبھی اس میں نماز عید نہیں ادا فرمائی۔

عید کی نماز: عید کی نماز سنت موکدہ ہے، آپ نے کبھی اس نماز کو ترک نہیں فرمایا، جب آفتاب طلوع ہو کر روشنی پھیل جائے تو عید کی نماز کا اول وقت ہو گیا یعنی اشراق کا وقت عید کی نماز کا اول وقت ہے، اور قبل زوال شمس تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔

نماز عید کے لئے اذان ہے نہ اقامت۔ **عن جابر بن سمرة قال صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ** (مسلم) نماز سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ میں سنت یا نفل پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے اسی طرح نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کا بھی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی عیدگاہ میں منبر لے جانے کا ثبوت ہے، نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کہنا اور عیدگاہ میں منبر لے جانا بدعت ہے۔

اور نماز عیدین سے پہلے اور بعد میں کوئی سنت نماز نہیں ہے، نہ عیدگاہ میں نہ گھر پر۔

عید کی نماز کا طریقہ: دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہے پھر ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے پھر سات مرتبہ اللہ اکبر کہے، پھر **سبحانک اللھم یا اللھم باعدبینی** پوری پڑھے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورہ اعلی یا سورہ قاف پڑھے پھر اللہ اکبر پکار کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع اور سجدوں سے فارغ ہو کر تکبیر پکارتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر پانچ مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورہ غاشیہ یا سورہ قمر پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع سجدہ اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔

معلوم ہوا کہ عید کی نماز دو رکعت ہے اور اس کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ قرأت فاتحہ سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں گی اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے علاوہ قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں گی، **ھذا ھو الحق کما بینه شیخنا فی شرح الترمذی وفی رسالته القول السدید۔**

اور تکبیر زوائد کے ساتھ رفع الیدین کا ثبوت کسی مرفوع صحیح حدیث سے نہیں ہے۔ ہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تکبیر زوائد کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے پس اگر کوئی ان کی اتباع میں رفع الیدین کرے تو کر سکتا ہے۔

عید کا خطبہ: عید کی نماز کے بعد خطبہ اور وعظ کہنا سنت ہے، امام کو چاہیے کہ مردوں کو خطبہ سنانے کے بعد عورتوں کے مجمع کے پاس پردہ سے باہر کھڑا ہو کر ان کو بھی وعظ و نصیحت کرے اور صدقہ و خیرات پر برانگیختہ کرے، اگر اسے یہ محسوس ہو کہ اس کی آواز عورتوں تک نہیں پہنچی ہے۔

بعض ائمہ کے نزدیک عید کا خطبہ سننا ضروری ہے، سنت کے مطابق خطبہ سن کر واپس ہونا چاہیے، امام کو چاہیے کہ سامعین کی زبان میں صدقہ و خیرات، اتفاق و اتحاد و اخلاص وغیرہ پر برانگیختہ کرنے کے علاوہ اہم اور ضروری وقتی مسائل اور ضروریات پر خطبہ سنائے۔

عیدین کے لئے جمعہ کی طرح دو خطبہ دینا کسی معتبر مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ دو خطبوں کے ثبوت میں تین روایتیں ذکر کی جاتی ہیں، ایک حضرت جابرؓ کی جو ابن ماجہ میں مروی ہے، دوسری حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی جو مسند بزار میں مروی ہے، تیسری حضرت ابن مسعودؓ کی جسے امام نووی نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ **وروی عن ابن مسعود انه قال من السنه ان یخطب فی العیدین خطبتین فیفصل بینھما بجلوس**، لیکن یہ تینوں روایتیں غیر ثابت ہیں، اس لئے امام نووی لکھتے ہیں: **لم یثبت فی تکریر الخطبة شئی ولکن المعتمد فیه القیاس علی الجمعة، انتھی** (تفصیل مرعاۃ ج ۲ ص ۳۳ میں ملاحظہ کی جائے)

شش عیدی روزے: رمضان کے روزے پورے کرنے کے بعد عید کے متصل ہی یا دو چار روز کے بعد شوال ہی کے مہینے میں پے درپے یا ناغہ کر کے چھ روزے رکھنے سے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

عن ابی ایوب عن رسول اللہ ﷺ قال: من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال فذلک صیام الدھر (مسلم وغیرہ)

سال بھر کے روزوں کا ثواب ملنے کی وجہ یہ ہے کہ قانون الٰہی **من جاء بالحسنة فله عشر امثالھا** کے مطابق ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملتا ہے تو رمضان کے تیس روزوں کا ثواب تین سو دن کا ثواب ہوگا، گویا تیس روزے قائم مقام دس مہینے کے روزوں کے ہوئے اور تیس روزے رکھنے سے دس مہینے کے روزوں کا ثواب ملا، اب اسی قانون الٰہی کے مطابق شش عیدی روزے ساٹھ روزوں کے قائم مقام ہوئے اور چھ روزوں سے دو مہینے کے روزوں کا ثواب ملا، معلوم ہوا کہ رمضان اور شش عیدی روزوں سے سال بھر کے روزوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

پس مسلمانو! اس اجر عظیم کو حاصل کرنے کے لئے رمضان کے بعد یہ چھ روزے رکھنے کی پوری کوشش اور سعی کرو۔ اگرچہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شش عیدی روزے مکروہ ہیں مگر عام متاخرین حنفیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہیں اور ان روزوں کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (عالمگیری)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

ماہ رمضان اور خواتین

مولانا ابوحمدان اشرف فیضی

ماہ رمضان ماہ قرآن: ماہ رمضان کا قرآن مجید سے گہرا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے رمضان کا تعارف قرآن سے کرایا ہے، ارشاد ربانی ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ [البقرة: ۱۸۵] ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ حدیث میں بھی روزے کے ساتھ قرآن کا ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: الصِّيامُ والقرآنُ يَشْفَعانِ للعبدِ، يقولُ الصِّيامُ: ربِّ إنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعامَ والشَّرابَ بِالنَّهارِ، فَشَفِّعْنِي فيهِ، ويقولُ القُرْآن: ربِّ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِالليلِ، فَشَفِّعْنِي فيهِ، فيشَفَّعانِ [أخرجه أحمد: ٦٦٢٦، والطبراني: ١٤/٧٢، ١٤٦٧٢، والحاكم: ٢٠٣٦، باختلاف يسير، صحيح الترغيب: ١٤٢٩] روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے دن میں کھانے پینے اور شہوت کے کام سے روکے رکھا تھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما، قرآن کہے گا اے رب! ہم نے اسے رات میں سونے سے روکے رکھا تھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول فرمالے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کو جو عظمت حاصل ہے وہ قرآن کی طرف سے، کیوں کہ قرآن مجید بڑی عظیم کتاب ہے، جس کا بھی اس قرآن سے تعلق ہوگیا اس کا مقام بلند ہوگیا، نبی ﷺ ہر سال رمضان میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے تھے، جیسا کہ حدیث نبوی ہے: إنَّ جِبْرِيلَ كانَ يُعارِضُنِي القُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وإنَّه عارَضَنِي العامَ مَرَّتَيْنِ [صحيح البخاري: كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ: ٣٦٢٤] جبرائیل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔

ائمہ سلف کے پاس بھی اس کا خصوصی اہتمام پایا جاتا تھا، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: إنما هو تلاوة القرآن وإطعام الطعام، یہ مہینہ تلاوت قرآن اور کھانا کھلانے کا مہینہ ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ درس و تدریس سب بند کر کے قرآن کے پیچھے لگ جاتے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عموماً ہفتے میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے لیکن رمضان میں ہفتے میں دو مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب رمضان آتا تو تمام عبادتیں ترک کر دیتے اور خصوصی طور پر قرأت قرآن پر توجہ دیتے۔

لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ اس ماہ مبارک میں ہر طرح سے قرآن مجید سے جڑ جائیں، جنہیں ناظرہ قرآن پڑھنا نہیں آتا وہ کوشش کریں اور رمضان میں ناظرہ قرآن سیکھیں، جنہیں ناظرہ قرآن آتا ہے وہ تلاوت قرآن کے ساتھ ترجمہ قرآن پر توجہ دیں، قرآن مجید کے الفاظ و معانی میں غور و فکر کریں، تلاوت قرآن کے ساتھ سماعت قرآن کا بھی اہتمام کریں، یہ بھی باعث اجر و ثواب عمل ہے، البتہ سماعت قرآن کے وقت توجہ، دلجمعی اور ادب و احترام ضروری ہے۔

تلاوت قرآن: ماہ رمضان میں کثرت سے تلاوت قرآن کا اہتمام کریں، چند فضائل درج ذیل ہیں:

ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکی: حدیث میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ: الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ [سنن الترمذي: أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَابٌ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ مَالَهُ مِنَ الْأَجْرِ: ٢٩١٠، صحيح] جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھا دی جائے گی، میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

ماہر قرآن معزز فرشتوں کے ساتھ: حدیث میں ہے: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ [صحيح مسلم: كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ، بَابُ فَضْلُ الْمَاهِرِ فِي الْقُرْآنِ وَالَّذِي يَتَتَعْتَعُ فِيهِ: ٧٩٨] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کا ماہر (قیامت کے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور اس کو مشقت ہوتی ہے، اس کو دو گنا ثواب ہے۔

تلاوت قرآن نفع بخش تجارت: قرآن مجید کی تلاوت ایسی تجارت ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ

تَبُوۡرَ ۝۲۹ لِيُوَفِّيَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ [فاطر: ۲۹-۳۰] جولوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی۔ تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے، بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من سرَّه أن يحبَّ اللهَ و رسولَه، فلْيقرأْ في المصحفِ [أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء: ۷/۲۰۹، واللفظ له، والبيهقي في شعب الإيمان: ۲۲۱۹، صحيح الجامع: ۶۲۸۹، حسن] جو شخص اللہ اور اس رسول سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ قرآن پڑھے۔

عذاب قبر سے حفاظت: حدیث میں ہے: وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولَانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ [سنن أبي داود: أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ، بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ: ۴۷۵۳، صحيح] پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: تمہارا رب (معبود) کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے، میرا رب (معبود) اللہ ہے، پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے، پھر پوچھتے ہیں: یہ کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، پھر وہ دونوں اس سے کہتے ہیں: تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ دوسری حدیث میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: يُؤتى الرجلُ في قبرِه فإذا أُتِيَ من قِبَلِ رأسِه دفعَتْه تلاوةُ القرآنِ وإذا أُتِيَ من قِبَلِ يدَيه دفعَتْه الصدقةُ وإذا أُتِيَ من قِبَلِ رِجلَيه دَفَعَه مَشيُه إلى المساجدِ [صحيح الترغيب: ۳۵۶۱، حسن] جب آدمی قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو عذاب دینے کے لیے فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید کی تلاوت اسے دور کر دیتی ہے اور جب اس کے سامنے سے آتا ہے تو صدقہ اور خیرات اسے دور کر دیتے ہیں اور جب اس کے قدموں کی طرف سے آتا ہے تو مساجد کی طرف چل کر جانا اسے دور کر دیتا ہے۔

سماعت قرآن: جس طرح قرآن مجید کی تلاوت باعث اجر وثواب ہے اسی طرح قرآن مجید کی سماعت بھی باعث خیر وبرکت ہے، بشرطیکہ تدبر اور غور وفکر کے ساتھ عبادت کی نیت سے سماعت کیا جائے۔ ذیل کے سطور میں سماعت قرآن کے چند فوائد ذکر کیے جا رہے ہیں:

ہدایت کا ذریعہ: قرآن مجید کی سماعت انس وجن کی ہدایت کا ذریعہ ہے، بہت سارے کفار ومشرکین کی ہدایت کا سبب سماعت قرآن ہے، جنوں کی ایک جماعت قرآن مجید سن کر ایمان لے آئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلۡ اُوۡحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۝۱ يَّهۡدِيۡۤ اِلَى الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا [الجن: ۱-۲] (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔

ایمان میں اضافہ: قرآن مجید کی سماعت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ [الأنفال: ۲] بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان پر پڑھ کر سنائی جاتیں ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

حصول رحمت کا ذریعہ ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ [الأعراف: ۲۰۴] اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

دلوں کی نرمی کا ذریعہ ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِيۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ [الزمر: ۲۳] اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے ذریعہ جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔ اور فرمایا: وَاِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ [المائدة: ۸۳] اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہم کو بھی

ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔

نبی ﷺ اور قرآن کی سماعت: یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ پر قرآن مجید کا نزول ہونے کے باوجود بسا اوقات آپ دوسروں سے قرآن سنتے تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَيَّ، قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي [صحيح البخاري: كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ: بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ: ۵۰۵۶] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا: کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دوسروں سے سننا چاہتا ہوں۔ دوسری روایت میں ہے: چنانچہ میں نے آپ کو سورۃ نساء سنانی شروع کی، جب میں آیت فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے [صحيح البخاري: كِتَابُ التَّفْسِيرِ، سُورَةُ النِّسَاءِ، بَابٌ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ: ۴۵۸۲]

ملائکہ اور قرآن کی سماعت: اسی طرح ملائکہ بھی قرآن کی سماعت پسند کرتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے: اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کے بیٹے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لیے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے، وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں سر اوپر اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید نے عرض کیا: نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ [صحيح البخاري: كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ نُزُولِ السَّكِينَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ: ۵۰۱۸] وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لیے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔

خواتین میں سماعت قرآن کا شوق: حدیث میں ہے: عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي [سنن ابن ماجه: كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ: ۱۳۴۹، حسن صحيح] ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رات میں نبی اکرم ﷺ کی قراءت اپنے گھر کی چھت پہ لیٹی ہوئی سنتی رہتی تھی۔

دوسری حدیث میں ہے: عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدًا، سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ، وَمَا أَخَذْتُ (ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ) إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ [صحيح مسلم: كِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ: ۸۷۳] ام ہشام رضی اللہ عنہا بنت حارثہ بن نعمان نے کہا کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک ہی تھا، دو برس یا ایک برس اور کچھ ماہ تک۔ اور میں نے سورۂ ق حفظ نہیں کیا مگر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہ آپ ﷺ اس کو ہر جمعہ میں منبر پر پڑھتے تھے، جب لوگوں کو خطبہ دیتے۔

ایک اور حدیث میں ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ، وَهُوَ يَقْرَأُ (وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا)، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ، لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ [صحيح مسلم: كِتَابُ الصَّلَاةِ: بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ: ۴۶۲] ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سورۂ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا پڑھتے سنا تو کہا: بیٹا تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھ کو یہ سورت یاد دلا دی۔ سب سے آخر میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سورت سنی تھی۔ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں اسے پڑھا تھا۔

آج سماج میں گانے اور میوزک سننا عام ہو گیا ہے، ٹائم پاس کے نام پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں گانا سنتی ہیں، جب کہ گانا سننا باعث تباہی ہے، دلوں کو مردہ کر دیتا ہے، عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے، لہٰذا مرد و خواتین کو چاہیے کہ گانا سننے کے بجائے قرآن مجید سنیں، اس میں اجر و ثواب بھی ہے اور خیر و برکت بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدقات و خیرات: رمضان کے اعمال میں صدقہ و خیرات بھی ہے، بلکہ رمضان میں صدقہ مہینے کی عظمت کی وجہ سے افضل صدقہ شمار کیا جاتا ہے، یہی وجہ کہ نبی ﷺ ماہ رمضان میں زیادہ سخاوت و فیاضی سے کام لیتے تھے، حدیث میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عليه السلام يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ،

يَعْرِضُ عليه النبيُّ ﷺ القُرْآنَ، فَإِذا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عليه السَّلامُ، كانَ أَجْوَدَ بالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ [صحيح البخاري: كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابٌ أَجْوَدُ مَاكَانَ النَّبِيُّ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ: ۱۹۰۲] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے، جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا، نبی کریم ﷺ جبرائیل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہوجایا کرتے تھے۔

نبی ﷺ نے خواتین کو عذاب جہنم سے نجات کے لیے خصوصی طور پر صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الاسْتِغْفَارَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ [صحيح مسلم: كِتَابُ الْإِيمَانُ، بَابٌ نُقْصَانُ الْإِيمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ: ۷۹] اے خواتین کی جماعت صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو، اس لیے کہ مجھے جہنمیوں میں تمہیں سب سے زیادہ دکھایا گیا ہے۔ خواتین کا اپنا ذاتی مال ہے تو اس میں سے صدقہ کریں اور اگر اپنا مال نہیں ہے تو شوہر کے مال سے جو بھی وہ بھلائی کے ساتھ خرچ کریں گی تو وہ بھی اجر وثواب کی مستحق ہوں گی اور ان کے شوہر بھی، عورت خرچ کرنے کی وجہ سے اور شوہر کمانے کی وجہ سے، جیسا کہ حدیث میں ہے: إذا تَصَدَّقَتِ المَرْأَةُ مِن طَعامِ زَوْجِها غيرَ مُفْسِدَةٍ كانَ لها أجْرُها، ولِزَوْجِها بما كَسَبَ، ولِلْخازِنِ مِثْلُ ذلكَ [صحيح البخاري: كِتَابُ الزَّكَاةُ، بَابُ أَجْرِ الْخَادِمِ: ۱۴۳۷] عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بیوی اپنے خاوند کے کھانے میں سے کچھ صدقہ کرے اور اس کی نیت اسے برباد کرنے کی نہیں ہوتی تو اسے بھی اس کا ثواب ملتا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح خزانچی کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔

عمرہ کی ادائیگی: اگر اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے تو ماہ رمضان میں عمرہ کی ادائیگی کرنی چاہیے، کیوں کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر یا نبی ﷺ کے ساتھ حج کے برابر ہے، حدیث میں ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ، قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ؟ قَالَتْ: أَبُو فُلَانٍ تَعْنِي زَوْجَهَا، كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى أَحَدِهِمَا، وَالْآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا، قَالَ: إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً، أَوْ حَجَّةً مَعِي [صحيح البخاري: بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ: ۱۸۶۳] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تو حج کرنے نہیں گئی؟ انہوں نے عرض کی کہ فلاں کے باپ یعنی میرے خاوند کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے، ایک پر تو خود حج کو چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے، آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ: (رمضان میں عمرہ کر لینا، کیوں کہ) رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ کتنی بڑی سعادت اور شرف کی بات ہے کہ ہم رمضان المبارک کا افضل اور مقدس مہینہ حرم میں عبادتوں میں گزاریں، اس طرح ہمیں زمان اور مکان دونوں کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

عشرہ اخیر میں خصوصی اہتمام: ویسے تو رمضان کا پورا مہینہ رحمت، مغفرت، برکت اور فضیلت والا مہینہ ہے مگر آخری عشرہ کی خاص فضیلت ہے اور آخری عشرہ میں طاق راتوں کی اور فضیلت ہے، کیونکہ طاق راتوں میں لیلۃ القدر ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ آخری عشرہ کا خود اہتمام کرتے تھے، راتوں کو جاگ کر عبادتوں میں مصروف رہتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے، حدیث میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ [صحيح البخاري: كِتَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ: ۲۰۲۴] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنا تہبند مضبوط باندھتے (یعنی اپنی کمر پوری طرح کس لیتے) اور ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

اعتکاف: آخری عشرہ کا اعتکاف مسنون عمل ہے، معتکف آخری عشرہ کے فضائل وبرکات کو حاصل کر سکتا ہے، نبی کریم ﷺ جب تک باحیات رہے اعتکاف کیے اور ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا، حدیث میں ہے: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ [صحيح البخاري: أَبْوَابُ الِاعْتِكَافِ، بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ: ۲۰۲۶] عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے اور آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں، اگر مسجد میں خواتین کے لیے انتظامات اور سہولیات ہیں تو انہیں اعتکاف کرنا چاہیے، یاد رہے کہ اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے، گھروں میں اعتکاف نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعتکاف کو مسجد سے مشروط کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ [البقرة:۱۸۷] اور ان سے مباشرت مت کرو جب کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔

اخلاقی تربیت: ماہ رمضان اخلاقی تربیت کا مہینہ ہے، اس ماہ میں ہم روزہ رکھتے ہوئے اپنی تربیت پر توجہ دیں، کیوں کہ روزہ صرف کھانا، پینا چھوڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ اصل روزہ فحش کلامی، گالی گلوچ، جھوٹی باتیں اور شہوانی عادتوں کو چھوڑنے کا نام ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ [صحيح البخاري: كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ: ۱۹۰۳] اگر کوئی

(بقیہ صفحہ ۲۸ پر)

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم وغیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُرزور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پر زور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال و اولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

غیبت کی مذمت

محمد محب اللہ المحمدی

غیبت کی لغوی تعریف: من الغیب، وھو تستر الشئی عن العیون (مقاییس اللغۃ 4/403) والغیبۃ والاغتیاب مصدر اغتاب، یغتاب، وسمع فیہ، غابہ یغیبہ اذا عابہ وذکر منہ مایسؤ، (لسان العرب 2/148)

غیبت کا مطلب: آنکھوں سے مستور ومخفی شے، کسی چیز کو آنکھوں سے چھپانا، غیبت یعنی کسی کی عیب، نقص، کمی، عادت، یا کسی کی ایسی عیب بیان کرنا جو اس کو برا لگے۔

وضاحت: کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ناپسندیدہ تذکرہ چغلی یا غیبت کہلاتا ہے۔ چغلی اردو زبان کا لفظ ہے، جس کو عربی میں نمیمۃ، وشایۃ، غیبۃ' اور قتیۃ کہا جاتا ہے احادیث مبارکہ میں اس کے لیے غیبہ اور نمیمہ، جب کہ چغل خور کے لیے لفظ قتات اور نمام استعمال ہوئے ہیں۔

اردو لغات میں چغلی کی دو طرح سے تعریف کی گئی ہے:

ایک یہ کہ پیٹھ پیچھے کسی کی بدخوئی کرنا۔

دوسرا یہ کہ چغلی اس کنکر کو کہا جاتا ہے جسے چلم میں تمباکو کے نیچے رکھتے ہیں۔ (بحوالہ فیروز اللغات صفحہ نمبر 310)

بظاہر لفظ نمیمۃ '، 'غیبۃ ' اور قتیۃ ' ہم معنی لگتے ہیں، لیکن سلف صالحین نے ان کے درمیان ایک لطیف سا فرق بیان کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

قتات اور نمام میں فرق ہے۔ نمام اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی مجلس میں موجود ہو اور وہاں جو کچھ دیکھے اور سنے اسے دوسری جگہ بیان کرے۔ اور قتات اس شخص کو کہتے ہیں جسے کسی چیز کا بلاواسطہ علم نہ ہو، وہ محض سنی سنائی بات کو دوسروں سے نقل کرتا پھرے۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں: جس شخص تک کوئی بات پہنچائی جائے اسے چاہیے کہ وہ چغلی کرنے والے کی تصدیق نہ کرے اور جس کے بارے میں چغلی کی گئی ہے اس سے بدگمان نہ ہو اور جو بات پہنچائی گئی ہے خواہ مخواہ اس کی تحقیق میں نہ لگے۔ وہ چغلی کرنے والے کو منع کرے، اس فعل کو برا سمجھے اور چغلی کرنے والا اگر اپنے فعل سے باز نہ آئے تو اس سے نفرت کرے اور جس کام سے اس نے چغل خور کو منع کیا ہے اسے خود کرنے میں نہ لگ جائے کہ وہ دوسروں سے چغلی کرنے لگے۔

چغلی اور غیبت میں کچھ فرق ہے۔ چغلی یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا حال بگاڑ کی نیت سے اس کی مرضی کے خلاف بیان کرے، خواہ اس شخص کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور غیبت یہ ہے کہ دوسرے شخص کے بارے میں اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہی جائے جو اسے پسند نہ ہو، گویا چغلی میں بگاڑ کی نیت لازمی شرط ہوتی ہے جب کہ غیبت میں یہ شرط نہیں ہے۔ اور غیبت میں شرط یہ ہے کہ وہ بات دوسرے کی غیر موجودگی میں کہی جائے، جب کہ چغلی میں یہ شرط نہیں ہے۔ (فتح الباری 10/473 واحیاء علوم الدین 3/156)

غیبت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

قال الغزالی: إعلم ان حد الغیبۃ، أن تذکر أخاك بما یکرھہ لو بلغہ، سواء ذکرت نقصاً فی بدنہ أو فی نسبہ أو فی خَلقہ أو فی فعلہ أو فی قولہ أو فی دینہ أو فی دنیاہ وحتی فی ثوبہ ودارہ ودابتہ۔ (احیاء علوم الدین 5/512) کہ غیبت یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے کسی بھائی کے متعلق ایسی بات کرے جو اس کو ناپسند ہو، اگر اس تک آپ کی خبر پہنچتی ہو تو وہ ناراضگی کا اظہار کرتا ہو، چاہے آپ ان کے حسب ونسب میں نقص وکمی پر اظہار خیال فرمائیں، یا قول وفعل، عادت واطوار، جسم وبدن، اسکے دینی ودنیوی معاملات حتی کہ اسکے گھر، کپڑے مکان، گاڑی، مال مویشی وغیرہ کے سلسلے میں تبصرہ کریں، عیب نکالیں، یا کوئی ایسی بات پھیلائیں جو اس کو ناپسند ہو تو یہ ساری چیزیں غیبت کے زمرے میں داخل ہوتی ہیں۔

معزز قارئین! جس طرح کسی کی جان اور مال کو نقصان پہنچانا حرام ہے اسی طرح کسی کی عزت وآبرو کو نقصان پہنچانا بھی حرام ہے۔ غیبت کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر ایک حملہ ہے جس سے کسی کی عزت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے غیبت حرام ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو انتہائی قیمتی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان میں سے ایک نعمت زبان ہے۔ جس کا صحیح استعمال انتہائی خوشگوار نتائج پیدا کرتا ہے۔ لیکن اگر اسے غلط استعمال کیا جائے تو ہر قسم کے بگاڑ اور خرابی کی جڑ بن جاتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً [الإسراء: 36]

''جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیوں کہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا: إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ، مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ [ق: 17-18]

’’جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے۔ انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے‘‘

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوا: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔[المؤمنون: ۱-۳]

’’یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔‘‘

مسلمان کی عزت: مسلمان کی عزت کا کیا مقام ہے؟ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا مقام دیا ہے؟ اس کے لئے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((المسلم أخو المسلم، لا يخُونُه ولا يَكذِبُه ولا يخذُلُه، كلُّ المسلم على المسلم حرامٌ: عِرضُه وماله ودمه، التقوى هاهنا، بحسْبِ امرء من الشرِّ أن يَحقِرَ أخاه المسلم))؛ رواه الترمذى وقال: حديث حسن.

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، لہذا خیانت نہ کریں، دروغ گوئی نہ کریں، اور نہ ہی ایک دوسرے کو رسوا کریں مسلمان پر مسلمان کا خون، عزت، اور مال قابل احترام ہیں۔ تقویٰ یہاں ہے انسان کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو کمتر سمجھے۔‘‘

2۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

وأخرج الطبرانى بسند صحيح من حديث البراء بن عازب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (الرِّبَا اثنان وسبعون بابًا، أدناها مثل إتيان الرجل أمَّه وإن أرْبَى الربا استطالة الرجل فى عرض أخيه،

(صحیح الجامع: 3537)(الصحیحۃ: 1871).

’’سود کی بہتر قسمیں ہیں۔ سب سے چھوٹی قسم کا گناہ ایسا ہے جیسے آدمی اپنی والدہ کے پاس شہوت سے جائے اور بدترین قسم اپنے بھائی پر زیادتی کرنا ہے‘‘۔ اور دیگر احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ

’’بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔‘‘

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان کا دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ کسی مسلمان کی عزت نفس کو نشانہ بنا کر اس سے کھیلتا رہے؟ یہاں یہ چند احادیث پیش کی گئی ہیں ورنہ ذخیرہ حدیث اس طرح کے احکام سے مالا مال ہے۔

موجودہ معاشرہ: بدقسمتی سے مسلم معاشرہ میں غیبت کی یہ بیماری بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے، غیبت وچغلخوری عیب جوئی، لگائی بجھائی، غلط تبصرے، غیر مناسب نقد وتنقید، سب وشتم، لعن طعن، وغیرہ کثرت سے پائے جاتے ہیں، اور افسوس کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں، کوئی مستثنی نہیں ہے، عالم نہ جاہل، نہ عوام نہ خواص، گویا معاشرہ کا جسم وروح مریض ہو چکا ہے، معاشرے کی بنیاد ہل گئی ہے، چند سکّے کے خاطر، یا جھوٹی شہرت کے لئے ایک دوسرے کی عزت کو اچھالنا، گردن ناپنا، بدنام کرنا، پروپیگنڈہ کرنا وغیرہ وغیرہ غیبت وچغلخوری ہی کی دین ہے، کتنے خاندان، رشتے دار غیبت ہی کی وجہ سے بدگمانی کے شکار ہو گئے، کتنے جوڑوں میں جدائی (طلاق وخلع) ہو گئی، کتنے خاندان بچھڑے، کتنے دوست بکھر گئے۔

غیبت نے معاشرے کے اندر کینہ ودشمنی کو بڑھا دیا ہے۔ غیبت یہ ایسا زہر ہے جس سے سارے اختلافات جنم لیتے ہیں، شروخبث کی انتہائی قبیح صورت غیبت ہے، اسکی بات اسکو پہنچانا اور اس کی اسکو دیکھیے سماج کے بدطینت ذوالوجہین انسانوں کو غیبت وچغلخوری کر کر کے دو کو لڑاتے رہتے ہیں، خون کراتے ہیں، دھینگا مشتی کراتے ہیں، اور معاشرے کو ہمیشہ پیٹتے، کوٹتے رہتے ہیں، اور اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔

اور یہ جان لیں جس قوم کے اندر یہ صفت راسخ ہوئی ہے اس نے قوم کی عظمت کو خاک میں ملا دیا ہے اس کی شہرت کو داغدار بنا دیا ہے اور اس ملت کے اندر ایسا شگاف ڈال دیا ہے جو بھرنے والا نہیں ہے، ایسا کاری زخم دیا ہے جو مندمل ہونے والا نہیں۔

آج غیبت کا بازار ہر جگہ گرم ہے۔ اور اس نے ہر طبقہ کے اندر رخنہ پیدا کر دیا ہے، پیار ومحبت، بھائی چارگی واخوت ختم ہو چکی ہے، سلام کرنا تو دور کی بات سلام کا جواب تک دینا مشکل ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھنے میں بھی غیبت ہی کارفرما ہے۔ اسی کی وجہ سے آپسی اعتماد ختم ہو گیا ہے، ہمارے سماج کی یہ عام بیماری ہے کہ کسی کو اگر اس کی بری حرکت پر نصیحت بھی کریں تو ایسے بپھرتے، اچھلتے، کودتے اور اعراض کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔

عموماً آپ کو یہ جواب ملے گا، کتنے پارسا بنتے ہو، تمہارے اندر بھی یہ یہ عیب ہے، اور آپ کی گردن ناپ کر آپ کو خاموش کر دیں گے۔

محترم قارئین! غیبت ایک ایسا مرض ہے کہ لوگوں کی کثیر تعداد شعوری اور غیر شعوری طور پر اس میں ملوث نظر آتی ہے۔ بظاہر خوشنما نظر آنے والے گناہوں کے اس سراب میں کھو کر صراط مستقیم سے لوگ ایسے دور ہٹتے ہیں کہ پھر گناہ و ثواب اور جزا و سزا ان کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے اور جب کوئی ان مبتلا حضرات کو اللہ کا خوف دلا کر اس سے منع کرتا ہے تو چالاکی و عیاری کے پردہ میں چھپا ہوا معصومیت بھرا ان کا جواب یہ ہوتا ہے۔

''لو بھائی اس میں کون سی غیبت والی بات ہے یہ عیب اس میں موجود تو ہے''

جب کہ اسی کا نام غیبت ہے۔

غیبت کیوں کرتا ہے: حسد کرنا: یہ غیبت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ جب انسان کسی سے حسد کرتا ہے تو اس میں یہ جذبہ جنم لیتا ہے کہ وہ محسود کی برائیوں اور عیوب کی تشہیر کرے تا کہ لوگ اسے ناپسند کرنے لگیں۔

دوسروں کو حقیر سمجھنا: جب انسان خود کو بڑا سمجھنے لگتا ہے تو اس احساس کے ساتھ دوسروں کی برائیوں کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔ چوں کہ غیبت کی بڑی وجہ حسد ہے، اس لیے اس میں چار چیزیں شامل ہیں:

دوسروں کی شہرت اور مقام کو گرانے کی کوشش کرے۔ خود اس مقام کو حاصل کرنے کی خواہش رکھے۔

دوسرے کی مخالفت یا دشمنی کی بنا پر ایسا کرے۔

عادۃً کسی شخص کی دوسروں کے سامنے برائی کرے۔ غیبت کی مذموم وجوہ کے ذریعہ انسان کی گھٹیا ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی بنا پر دوسروں کی عزت پر حملہ کرتا ہے، اس سے دنیا و آخرت میں سوائے خسارہ کے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔

غیبت کے اسباب: ایمان و اعتقاد میں کمزوری۔

غلط تربیت۔

بری صحبت و غلط دوست۔

حسد و بغض، استہزاء، تحقیر، تکبر و تعلّی۔

دنیا کی محبت، ہائے رے مال، ہائے رے زر، دنیاوی چیزوں کے حصول کی حرص و طمع و تنافس۔

حب الریاسۃ، کرسی و شہرت کی بھوک۔

فراغ و بطالت، خالی وقت ہاتھ دھرے بغیر کسی کام کے بیٹھے رہنا۔

چاپلوسی و تملق پرستی۔

دوسرے کو خوش کرنے اور جی حضوری کا مقصد۔

اس خطیر مرض کے انجام سے بے خبری، تجاہل عارفانہ، وغیرہ۔

غیبت کی حُرمت: غیبت حرام ہے، اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے والے کی شدید مذمت کی ہے۔ فرمایا:

(هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ)[القلم:11]

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ) (17مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ [ق:17-18]

''جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے۔ انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے غیبت کی درج ذیل الفاظ میں شدید مذمت فرمائی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ [الحجرات:12]

''اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

توجہ طلب: ''اس فقرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ مردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے، کجا کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو۔ اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنا بھائی ہو۔ پھر اس تشبیہ کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے اور زیادہ موثر بنا دیا گیا ہے۔ تا کہ ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ کر فیصلہ کرے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کیلئے تیار ہے؟ اگر نہیں ہے اور اس کی طبیعت اس چیز سے گھن کھاتی ہے تو آخر وہ کیسے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا اور جہاں اس کو یہ خبر تک نہیں ہے کہ اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے؟ اس ارشاد سے یہ بات معلوم ہوئی کہ غیبت کے حرام ہونے کی بنیادی وجہ اس شخص کی دل آزاری نہیں ہے جس کی غیبت کی گئی ہو، بلکہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی بُرائی بیان کرنا بجائے خود حرام ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اور اس کو اس فعل سے اذیت پہنچے یا نہ پہنچے۔ ظاہر ہے کہ مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا اس لئے حرام نہیں ہے کہ مُردے کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ مُردہ بے چارہ تو اس سے بے خبر ہوتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد کوئی اس کی لاش کو بھنبھوڑ رہا ہے۔ مگر یہ فعل بجائے خود ایک گھناؤنا فعل ہے۔ اسی طرح جس شخص کی غیبت کی گئی ہو اس کو بھی اگر کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع نہ پہنچے تو وہ عمر بھر اس بات سے بے خبر رہے

گا کہ کہاں کس شخص نے کب اس کی عزت پر کن لوگوں کے سامنے حملہ کیا تھا اور اس کی وجہ سے وہ کس کس کی نظر میں ذلیل وحقیر ہوکر رہ گیا ہے؟ اس بے خبری کی وجہ سے اسے اس غیبت سے سرے سے کوئی اذیت نہ پہنچے گی مگر اس کی عزت پر بہر حال اس سے حرف آئے گا، اس لیے یہ فعل اپنی نوعیت میں مُردہ بھائی کا گوشت کھانے سے مختلف نہیں ہے۔'' (تفہیم القرآن ج5۔ص9)

سلف کے اقوال: ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ ایک مجلس میں کھانے کی دعوت پر گئے مدعوئین میں سے ایک آدمی نہ آیا تو آپ نے پوچھا کہ فلاں ابھی نہیں آیا حاضرین مجلس میں سے ایک نے کہا وہ ذرا موٹا زیادہ ہے اس لیے دیر سے آئے گا تو آپ فرماتے ہیں: میں کسی ایسی مجلس میں کھانا ہی نہیں کھاؤں گا جہاں کسی مسلمان کی غیبت ہورہی ہو۔ اٹھ کر چلے گئے کھانے سے انکار کر دیا۔ بحوالۃ ،الرسالۃ القشیریۃ، لعبدالکریم القشیری (ص194).

وقال أبو عاصم: ما اغتبت أحدًا منذ علمت أن الغيبة تضرُّ بأهلها.

بحوالہ۔ تاریخ دمشق، لابن عساکر (24/363

ابو عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ جسکی غیبت کی جاتی ہے اس پر غیبت کا اثر پڑتا ہے۔۔ تب سے میں نے کسی بھی شخص کی غیبت نہیں کی ہے،

-واغتاب رجل عند معروف الكرخي فقال له:

(اذكر القطن إذا وضع على عينيك)

سير أعلام النبلاء)) للذهبي (87/8).

معروف کرخی رحمہ اللہ کے پاس کسی نے کسی شخص کی غیبت کی، کسی کے عیوب وفضائح کو بیان کیا تو معروف کرخی رحمہ اللہ نے اس شخص کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو موت کو یاد کرو جب تم مرجاؤ گے تو تمہاری آنکھ پر روئی ڈالی جائے گی۔

وقال ابن المبارك: (لو كنت مغتابًا أحدًا لاغتبت والديَّ لأنَّهما أحق بحسناتي، (شرح صحیح البخاری لابن بطال (9/245)

عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر میں غیبت کروں تو اپنے والدین کی کروں گا کیونکہ میرے والدین ہی سب سے زیادہ نیکیوں کے مستحق ہیں،

وعن ابن سيرين، أنَّه ذكر الغِيبة فقال: (ألم تر إلى جيفة خضراء منتنة؟

(الزہد) لوکیع بن الجراح (ص209).

ابن سیرین رحمہ اللہ سے کسی نے کسی کی غیبت کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس ہرا بھرا وغلاظت زدہ نعش کو نہیں دیکھ رہے ہو؟

خلاصہ یہ ھیکہ غیبت ایک بہت ہی زیادہ برا عمل ہے جسکی قباحت شناعت بشاعت سب کے نزدیک مسلم ہے، اور اسکی وجہ سے کئی خاندان تباہی کا شکار ہوجاتے ہیں، اور اسکی وجہ سے کتنے تعلقات پر نفاق وشقاق کی چھری چل جاتی ہے اور کتنے ہی رشتوں کا خون ہوجاتا ہے، کتنے مخلصین ودردمند کی محبت وعقیدت پر پانی پھر جاتا ہے، کتنے احساسات وعواطف کا قتل ہوتا ہے۔

اسی لیے اگر معاشرے سے اس وائرس کا خاتمہ ہوجائے تو وہ تمام برائیاں جو اس کے طفیل وجود پذیر ہوتی ہیں۔ بہت حد تک قابو میں آجائے گی، اور سارے افراد پیار ومحبت سے زندگی گزاریں گے، اور جو بھی بات کسی کے تعلق سے سامنے آئے صاحب معاملہ سے براہ راست صحیح صورتحال معلوم کرلیں، اگر محتاط رہنے کے باوجود ہم میں سے کسی سے انجانے میں یا غفلت میں غیبت ہوجائے تو جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگ لی جائے،، اسلئے کہ،

نہ تھی جب تک اپنی گناہوں پہ نظر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب وہنر
جب پڑی اپنی گناہوں پہ نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

غیبت کے نقصانات: غیبت کرنے والا اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کے غصے کا نشانہ بن جاتا ہے۔ غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی گئی ہو اس کو دے دی جائیں گی۔

غیبت کرنے والے کو قبر میں عذاب دیا جائے گا،

غیبت کا انجام جہنم کی آگ ہے،

غیبت کے انسداد کی تدابیر

حفظ لسان، یعنی زبان کو روک کر رکھنا، غیبت کرنے والے کو اپنے عیب دیکھنے چاہئیں اور ان کی اصلاح کرنی چاہئے اور شرم کرنی چاہئے کہ اس کے اپنے اندر عیب ہیں جبکہ وہ دوسروں کے عیب تلاش کرکے لوگوں سے بیان کرتا ہے۔

اگر غیبت کرنے والے میں کوئی عیب نہیں ہے تو اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے اور سب سے بڑے عیب غیبت سے اپنے آپ کو داغ دار نہیں کرنا چاہئے۔

غیبت کرنے سے پہلے اسے یہ یاد کرنا چاہئے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی برائیاں بیان کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔

اگر کسی کے سامنے غیبت کی جائے تو غیبت کرنے والے کو چپ کرانا چاہئے۔

وغیرہ وغیرہ، اللہ تعالیٰ غیبت وچغلخوری سے افراد واشخاص سماج ومعاشرہ کو دور رکھے، محبت، جاں نثاری، فداکاری، جذبۂ اطاعت، وجادۂ مستقیم پر گامزن فرمائے آمین۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

اسعد اعظمی/جامعہ سلفیہ، بنارس

مولانا محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی تالیفات کے مراجع

"تاریخ اہل حدیث ہند" بطور نمونہ

الحمدلله رب العالمین، والصلاة والسلام علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه أجمعین، أما بعد!

مولانا محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ، سابق استاذ ومفتی وشیخ الحدیث جامعہ سلفیہ بنارس، کثیر المطالعہ، وسیع العلم، بسیار نویس عالم دین تھے۔ انہوں نے بہت کچھ لکھا، بہت سارے موضوعات پر لکھا اور ابھی بہت کچھ لکھنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے جیسا کہ ان کی تحریروں میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے۔

تالیفات کی کثرت، معلومات کی کثرت اور وسعت پر دلالت کرتی ہے۔ جو لوگ مولانا موصوف کو قریب سے جانتے ہیں، جو ان کے یہاں آمد ورفت رکھتے اور ان سے ملتے جلتے رہتے تھے وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ آں محترم بالعموم کتابوں کے انبار کے بیچ میں بیٹھے ملتے تھے، اور جن لوگوں نے ان کی اس کیفیت کا مشاہدہ نہیں کیا اور صرف ان کی کتابوں اور تحریروں سے ان کو جانا وہ ان کے حوالوں کی کثرت سے ان کے علم ومطالعہ کی وسعت وگہرائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں، آپ ابتدا ہی سے کثرت مطالعہ کے عادی تھے، مختلف علوم وفنون پر آپ کی نظر تھی، اس لیے جس موضوع پر قلم اٹھاتے سیر حاصل بحث کرتے اور معلومات کا دریا بہا دیتے، یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں عام طور سے بڑی مفصل اور مطول ہوتی تھیں۔ ان کی بیشتر کتابیں چھ سو، سات سو، آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہیں یا متعدد جلدوں میں ہیں۔

ایک سیمینار کے لیے مجھے مولانا کی تالیفات کے مراجع پر مقالہ تیار کرنے کا مکلف کیا گیا تھا، میں کچھ تو اپنی مصروفیات اور کچھ اپنی آسانی کے پیش نظر آپ کی نسبتاً صغیر الحجم کتاب کو موضوع بنانا چاہتا تھا۔ مگر جب میں نے آپ کی تالیفات کی فہرست پر نظر دوڑائی تو آپ کی بیشتر تصنیفات ۵۰۰، ۶۰۰، ۷۰۰، ۸۰۰ صفحات پر مشتمل نظر آئیں۔ دو چار کتابیں کچھ مختصر ملیں، ان میں سے میں نے "تاریخ اہل حدیث ہند" کا انتخاب کیا جو تمام تر اختصار کے باوجود اوسط تقطیع کے (۲۲۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب ادارہ بزم توحید، للا پورہ بنارس سے ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ مقدمہ کتاب کے اخیر میں یکم نومبر ۲۰۰۰ء کی تاریخ درج ہے، کتاب کے صفحہ ۱۵۶-۱۵۷ پر مصنف نے لکھا ہے کہ "۔۔۔ ہم ان صحابہ وتابعین کرام رضی اللہ عنہم کو ایک ایک کر کے گنانے اور ان کا ترجمہ لکھنے سے قاصر ہیں کہ ہمیں تفصیل سے کام لینے کے بجائے اختصار وتلخیص کرنے کا حکم ہے۔۔۔"

اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ذمہ داران کی طرف سے اگر اختصار کا اشارہ نہ ہوتا تو یہ کتاب آپ کی دیگر تصانیف کی طرح مفصل ومبسوط رہتی۔

اس کتاب میں صراحتاً جن مراجع کا تذکرہ ہوا ہے ان کی تعداد لگ بھگ (۱۲۵) ہے۔ جن میں تقریباً دو تہائی عربی کتب ہیں، بقیہ اردو، ہندی اور فارسی ہیں، کچھ مجلّات ورسائل اور یومیہ اخبارات کے بھی حوالے ہیں، حوالہ دیتے وقت عام طور سے کتاب کے ایڈیشن، سن طبع اور مطبع وغیرہ کے ذکر کا بھی التزام کرتے ہیں۔ اگر محقق نسخہ ہے تو محقق کا نام بھی ذکر کرتے ہیں۔ تمام حوالے متن کے ساتھ مذکور ہیں، نہ کہ حاشیے میں۔ سوا سو مراجع میں تاریخ کی (۲۴) حدیث کی (۲۲) رجال کی (۱۶) سیرت کی (۱۱) کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ تفسیر، شروح حدیث، اصول حدیث، غریب الحدیث، جرح وتعدیل، لغت، فقہ وفتاوی وغیرہ فنون کی کتابیں ہیں۔ ۸-۹ کتابیں ہندی زبان کی بھی ہیں جو عموماً غیر مسلم مصنفین کی تالیف ہیں۔

اجمالی مراجع:

جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا مراجع کی یہ تعداد صرف ان کتابوں کے اعتبار سے ہے جن کا بصراحت کتاب میں نام مذکور ہوا ہے۔ ورنہ بہت سے مقامات پر مراجع کی طرف اجمالی اشارہ بھی ہے جو اس شمار سے باہر ہیں، چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:

☆ "بابری مسجد سے متعلق مقدمہ میں مسلمانوں کی طرف سے گواہی دینے والے بہت سارے محقق ہندو علماء نے متفقہ طور پر یہی بات بیان کی ہے جس کی تفصیل ۱۹۹۱ء کے اخبارات میں دیکھی جا سکتی ہے" (ص:۱۶)

☆ "ہندو مذہب کی اور جین وبدھ مذہب کی مذہبی کتابوں اور اسلامی کتابوں کا دقت وگہرائی سے مطالعہ کرنے پر ظاہر ہوتا ہے۔۔۔" (ص:۲۲)

☆ "۔۔۔ جیسا کہ احادیث وآثار اور اناجیل اربعہ نیز برنابس کی تصریحات وبیانات سے ظاہر ہوتا ہے۔۔۔" (ص:۵۷)

☆ ہندوؤں کی متعدد مذہبی کتابوں میں بکثرت پیش گوئیاں ملتی ہیں کہ آخری رسول سرزمین حجاز کے محترم شہر مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے، اس موضوع پر متعدد ہندو پنڈتوں نے متعدد کتابیں لکھی ہیں اور متعدد نو مسلم حضرات ہمارے رسول ﷺ سے متعلق پیش گوئیوں کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور انہوں نے بھی اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھ رکھی ہیں۔۔۔" (ص:۶۲)

اس کے علاوہ کتاب میں جگہ جگہ اس طرح کی عبارتیں بھی ہیں کہ "عام کتب تاریخ میں۔۔۔"، "متعدد کتب حدیث میں۔۔۔"، "متعدد کتب لغت میں۔۔۔"۔ ان تمام عبارتوں سے کتاب کے ان مراجع کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو شمار میں نہیں آئے ہیں۔

اخبارات وجرائد کے حوالے:

مصنف علام نے اس کتاب میں قدیم وجدید اخبارات اور ایسے ہی مجلّات ورسائل کا بھی حوالہ دیا ہے، چنانچہ ص(۷۷) پر لکھتے ہیں:

''۲۱رجولائی ۱۹۶۹ء میں امریکی خلائی سفر کرنے والے دو افراد چاند پر اترے اور انہوں نے بتلایا کہ کسی زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ضرور بالضرور ہو چکا ہے، اس کی تفصیل اس زمانے کے سبھی اخباروں میں دیکھی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔''

بعض مقامات پر''اخبار اہل حدیث''اور ماہنامہ''محدث'' کا بھی حوالہ آیا ہے۔

اصل مرجع تک رسائی کی کوشش:

اگر کسی مرجع میں کسی کتاب کے حوالے سے کوئی بات مذکور ہے تو مصنف کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ محولہ کتاب سے براہ راست معلومات اخذ کی جائیں اور ثانوی مراجع پر اعتماد سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔ایک جگہ لکھتے ہیں:

''علامہ سید سلیمان ندوی نے بحوالہ تحفۃ المجاہدین لکھا ہے کہ:

''معجزہ شق القمر ہندوستان کے صوبہ کیرالا میں، جو پہلے مدراس کا ایک حصہ تھا، دیکھا گیا اور ہمارے ایک نومسلم دوست ڈاکٹر غلام محمد نے بتلایا کہ ہمیں مدراس میں ہندوؤں کی لکھی ہوئی ایک قلمی سنسکرت کتاب ملی، اس میں بھی کیرالا میں معجزہ شق القمر کو دیکھے جانے کا ذکر ہے۔یہ سنسکرت کتاب ڈاکٹر غلام احمد نے چھپوادی ہے۔''(ماحصل از مقدمہ خطبات مدراس،ص:۱۰،مطبوع ۱۹۸۹ء، دہلی)''

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد ندوی صاحب لکھتے ہیں:

''کسی علمی وتحقیقی معاملہ میں مجھے تقلید کی عادت نہیں، اس لیے میں نے تحفۃ المجاہدین نامی کتاب اور ڈاکٹر غلام محمد کی سنسکرت والی کتاب کی بہت تلاش وجستجو کی مگر نہ مل سکی اور مجھے خطبات مدراس پر اعتماد کرنا پڑا، اور سید سلیمان ندوی کی ثقاہت متفق علیہ ہے۔''(ص:۷۸)

زیادہ سے زیادہ مراجع سے اپنی بات کی توثیق کی مصنف کو فکر رہتی ہے، اور فی الواقع ان کے یہاں مراجع کی کثرت بھی ہوتی ہے، اس کے باوجود مزید توسع کی خواہش اور غیر دستیاب مراجع میں نئی معلومات کی توقع کا اظہار کرتے ہیں، چنانچہ ایک مقام پر ایک راوی کے بارے میں دستیاب مراجع کی روشنی میں گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں:''۔۔۔۔۔ نیز مجھے یقین ہے کہ جن مراجع تک میری رسائی نہیں ان کے ذخائر میں(راوی) کے معنوی متابع وشواہد ضرور ہوں گے۔۔۔۔۔'' (ص:۹۹)

بہت سارے مقامات پر مصنف نے نہایت اہم تاریخی اور علمی باتیں اپنے پیرایہ میں بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کی ہیں جو درجنوں کتابوں سے ماخوذ معلومات کا خلاصہ کہی جاسکتی ہیں، مگر مصنف نے بڑی سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ ان معلومات سے کتاب کو مزین کردیا ہے۔

کتابوں اور مراجع سے متعلق شکوے، مشورے:

مولانا موصوف نے اس کتاب میں جگہ جگہ جماعت سے شکوہ کیا ہے کہ وہ رجال جماعت پر کتابوں کی نشر واشاعت پر کما حقہ توجہ نہیں دے رہی ہے، اور مشورہ دیا ہے کہ اس نوعیت کی کتابوں کو جدید تحشیہ وتعلیق کے ساتھ شائع کیا جائے۔

چنانچہ شیخ قطب الدین بن محمد فاخر الہ آبادی (۱۱۳۸-۱۱۸۷ھ) کے مختصر احوال لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

''افسوس کہ ہماری جماعت اپنے ہی رجال کے تراجم لکھنے اور شائع کرنے میں متساہل ہے جبکہ علوم حدیث ورجال ہی پر سنن وآثار کا دارومدار ہے اور اسلاف کے تراجم کا مطالعہ علم وعمل اور جماعتی خدمات کے غیر معمولی جذبات واحساسات پیدا کرتا ہے''(ص:۱۹۲)

اسی طرح شیخ مبین اللہ بن عنایت اللہ (۱۰۸۵-۱۱۵۸ھ) کا نزھۃ الخواطر کے حوالے سے تعارف کرانے کے بعد لکھتے ہیں:

''ہماری جماعت کے کسی فرد کو یہ بھی توفیق نہیں ہوئی کہ نزھۃ الخواطر جیسی کوئی کتاب لکھ کر چھپوائے، امام اعلام سید صدیق حسن کی کتابوں مثلا ابجد العلوم والتاج المکلل وغیرہ جیسی کتابیں نئے انداز میں تعلیق وتحشیہ کے ساتھ اگر چھپوادی جائیں تو بہت کچھ تلافی ہوسکتی ہے۔اور''تراجم علمائے حدیث ہند'' جو صرف ایک جلد کسی طرح چھپ سکی جب کہ اس کی جلدیں گیارہ بارہ ہیں، اگر یہ پوری چھاپ دی جائیں تو بھی بہت بڑی علمی ودینی خدمت انجام پذیر ہو اور مصنف کی پر مشقت دیدہ ریزی کی داد بھی مل جائے۔'' (ص:۱۹۴)

بعض دیگر فوائد: کتاب''تاریخ اہل حدیث ہند'' مؤلفہ مولانا محمد رئیس ندوی کے سرسری مطالعہ سے کچھ دیگر اہم فوائد بھی حاصل ہوئے جن میں سے بعض کا تذکرہ مفید ہوگا:

☆ مصنف موصوف نے کتاب میں متعدد مقامات پر اپنے آئندہ کے تصنیفی منصوبوں کا ذکر کیا ہے۔مثلا:

(ا)ص:۵۷-۵۸ پر لکھتے ہیں: ''نبوی زمانہ ۶۱۰ء سے لے کر ۶۳۲ء ۶۳۳ء تک کل تئیس سال والی مدت پر مشتمل ہے، اس مدت نبوی میں سے ابتدائی تین سالوں میں کھلے عام اسلام کی طرف دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری نہیں ہوا تھا۔مگر مخفی طور پر اس مدت میں بھی اسلام وتوحید کی طرف دعوت کی تحریک جاری وقائم رہی، جیسا کہ سیرت نبوی پر لکھی جانے والی اپنی کتاب میں ہم ظاہر کریں گے۔''

(ب)ص:۶۲ پر لکھتے ہیں: ''ہمارا ارادہ وعزم ہے کہ اس طرح کی پیش گوئیاں اور بشارتیں جو ہندوؤں کی مشہور ومروج کتابوں میں(نبی ﷺ سے متعلق) ہیں، انہیں ہم ایک مستقل ومبسوط ومفصل کتاب میں جمع کردیں۔''

اسی ضمن میں اگلے صفحہ(۶۳) پر سوامی دیانند کی دو کتابوں کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''سوامی دیانند کی یہ دونوں کتابیں ویدوں کے علوم کے نہایت ماہرین کی تصحیح وتحشیہ کے ساتھ شائع ہوئی ہیں۔''اللہ اپنشد'' کو ان آریائی ویدک کے الحاق قرار دینے کے دعوی کا ہم اپنی کتاب میں تحقیقی جائزہ لیں گے، ان شاء اللہ

العزیز۔۔۔۔۔کاش اللہ تعالیٰ مجھے کتاب موعود کی تصنیف کا موقع ووسیلہ میسر کرے۔"

(ج) ص:۱۸۲ پر فرماتے ہیں:

"اسی طرح نوے فیصد حنفی تقلیدی مسائل نصوص شرعیہ ونصوص نبویہ وآثار صحابہ وتابعین کے خلاف ہیں اور اس پر غیر حنفی اہل سنت وجماعت ائمہ متفق بھی ہیں۔اس موضوع پر بھی ہم ایک مستقل کتاب لکھنے کا عزم بالجزم رکھتے ہیں۔"

☆ کتاب مذکور میں مصنف علیہ الرحمۃ نے علماء کی دعوتی تقصیر پر بھی بعض مقامات پر اظہار افسوس کیا ہے۔چنانچہ ہندو مذہب کی مذہبی کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق موجود پیش گوئیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد "لمحہ فکریہ وافسوس" کا عنوان لگا کر لکھتے ہیں:

"افسوس کہ ہمارے گزشتہ ہندوستانی علماء نے اتنا کام بھی نہیں کیا کہ اس طرح کی کتابوں اور پیش گوئیوں پر مشتمل تحریروں کو ساری ہندو آبادی میں زیادہ سے زیادہ پھیلا کر دین اسلام اور علم وفن کی خدمت کرتے اور اس کارروائی کے ذریعہ ہندو قوم میں زیادہ سے زیادہ اشاعت اسلام کرکے دنیا وعقبی میں سرخ رو ہوتے۔ ہمارے گذرے ہوئے علمائے کرام نے ہندوؤں کو اسلامی تعلیمات، دوسرے مذاہب کے بالمقابل اس کی برتری کا پرچار اپنے عمدہ اسلامی کردار واخلاق کے ذریعہ کیا ہوتا، ہندوؤں پر اسلامی احکام کے مطابق بلند درجے کے احسانات وبرتاؤ کیے ہوتے، اسلام نے غیر مسلمین یا نومسلمین کی تالیف قلوب کے لیے زکوۃ کا ایک شعبہ ہی قائم کر دیا ہے اس حصہ زکوۃ کو ضرورت مند ہندوؤں پر خوش اخلاقی وہمدردی کے ساتھ خرچ کرنے کا ایک سرگرم عمل کیا گیا ہوتا تو ہندوستان کا جو موجودہ حال ہے وہ ہرگز نہ ہوتا۔" (ص:۶۵-۶۶)

اسی قسم کا شکوہ ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ میں کر رہے ہیں:

"۔۔۔۔۔کیوں کہ ان کی مذہبی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پیش گوئیاں موجود تھیں حتی کہ آپ ﷺ کو ہندوستان کی مذہبی کتابوں میں آخری نبی ورسول کہا گیا ہے، اس موضوع پر ایک تحقیقی کتاب بنام "انتم رشی" لکھی گئی ہے، اگر ہندو قوم آج تک ان حقائق سے واقف نہیں ہوسکی تو اس میں قصور مسلمانوں کا ہے کہ انہوں نے ہندو قوم کو ان حقائق ووقائع سے واقف کرانے میں نہایت غلط روی کا ثبوت دیا، صحیح اسلامی طریق پر اشاعت اسلام کی کوشش نہ کی، تصوف کی چلہ کشی میں اور تنہائی میں ذکر بالجہر وبالسر کی الٹی سیدھی کارستانی میں مصروف رہے اور فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے اور مال غنیمت سے بہرہ ور ہونے کا خیال اشاعت اسلام کے بالمقابل کہیں زیادہ رہا، ہم یہ نہیں کہتے کہ یہاں مسلمانوں نے اشاعت اسلام کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ تر اسلام کی اشاعت کے لیے ان طریق کو اختیار نہیں کیا گیا جو انبیائے کرام اور مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے سچے پکے متبعین خصوصاً صحابہ وتابعین کا طریق رہا۔" (ص:۱۰۶)

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۰ کا)

شخص جھوٹ بولنا اور دغابازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔دوسری حدیث میں ہے: كُلُّ عَمَلِ ابنِ آدمَ لهُ، إلّا الصَّومُ، فإنَّهُ لي، وأنا أَجْزِي بهِ، والصِّيامُ جُنَّةٌ، فإذا كان يومُ صِيامِ أَحَدِكُمْ فلا يَرْفُثْ، ولا يَصْخَبْ، فإنْ سابَّهُ أحدٌ أوْ قاتَلهُ فَلْيَقُلْ: إنِّي صائِمٌ، إنِّي صائِمٌ [صحيح البخاري: كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابٌ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ: ۱۹۰۴] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کے لئے ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزے سے ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے اور نہ شور مچائے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں، میں روزے دار ہوں۔

افسوس کہ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ایک طرف روزہ رکھتے ہیں دوسری طرف جھوٹ بولتے ہیں، گالی گلوچ کرتے ہیں، لعن طعن کرتے ہیں، گانے سنتے ہیں، فلمیں، سیریل اور ڈرامے دیکھتے ہیں، یاد رکھیں کہ اگر ہم نے اپنے اعضاء کی حفاظت نہ کی تو ایسے روزوں سے کوئی فائدہ نہیں، سوائے بھوک پیاس کے، حدیث میں ہے: كَمْ من صائمٍ ليسَ لهُ من صيامِهِ إلّا الظَّمأُ، وكَمْ من قائمٍ ليسَ لهُ من قيامِهِ إلّا السَّهرُ [أخرجه النسائي في السنن الكبرى: ۳۲۴۹، وابن ماجه: ۱۶۹۰، وأحمد: ۹۶۸۵، باختلاف يسير، والدارمي: ۲۷۲۰، واللفظ له، صحيح] بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے قیام سے جاگنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

تنظیم اوقات: عام طور پر خواتین کے لیے رمضان کا پورا مہینہ گھریلو مصروفیات اور پکوان کی تیاریوں میں گزر جاتا ہے، اکثر خواتین رمضان کی فضیلتوں اور برکتوں سے مستفید نہیں ہو پاتیں، لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ رمضان آنے سے پہلے اپنے اوقات کو منظم ومرتب کرلیں، گھریلو ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر ٹائم ٹیبل بنالیں اور اسی کے مطابق رمضان گزاریں، تاکہ گھریلو ذمہ داریاں بھی ادا ہوجائیں اور رمضان کی برکتوں سے مالا مال بھی ہوجائیں، کیوں کہ ہر شخص کا عمل اسی کے لیے ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ [فصلت: ۴۶] جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اور یہ لائحہ عمل ہر مسلمان کو تیار کرنا چاہیے، تاکہ کاروبار، ملازمتیں اور دیگر دنیوی مصروفیات ہمیں رمضان کی عبادتوں سے غافل نہ کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق عطا فرمائے اور ماہ رمضان کی قدر کرنے اور اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق دے۔آمین۔

رمضان المبارک

سالکؔ بستوی، ایم اے

رحمت رحمان رمضاں بن گیا ہے شاندار
خیر کے گلزار میں آئی ہے دل آرا بہار

مرگئی ہے ان دنوں شیطاں کی فتنہ گری
دیکھئے ہاں دیکھئے روزے کا رعب افتخار

ضوفشانی دیکھئے صائم کے دل کے نور کی
آشنائے رحمتِ رحمان ہیں لیل ونہار

اپنے ہونٹوں پر کھلے ہیں حمد باری کے گلاب
ہے تبسم ریز دل میں نیکیوں کا مرغزار

نور ایماں سے منور کرلو دل کو مومنو!
شعلۂ ایماں سے پھونکو معصیت کے خار زار

اے مسلماں چکھ مزا اللہ کی تسبیح کا
مت گنوا تو وقت اپنا یہ ہے رمضان کی پکار

لائق صد افتخار اس ماہ کے لمحات ہیں
جنت الفردوس ہے دل کے محل میں مشکبار

مسجدوں میں ہے ضیا قرآن کی جلوہ فگن
اشک توبہ سے سجا ہے مغفرت کا لالہ زار

بن گئے صائم فدائی رحمتِ رحمان کے
سایہ افگن ہوگیا ہے ان پہ فضل کرد گار

اس مہینے میں ہمیں تحفہ ملا قرآن کا
قابل تحسین ہے رمضان کا دلکش وقار

رحمتِ حق سے ہوا محروم جو اس ماہ میں
اس سے ملنے کے لئے ہے نار دوزخ بیقرار

کر خلوص دل سے سالکؔ قدر تو رمضان کی
تجھ کو چومیں گی بہاریں گلشن رضوان کی

نظم

عتیق اثرؔ

قرآن وحدیث کی ہدایاتِ عالیہ سے ماخوذ آدابِ حیات

حسن عمل بہ شوق وشجاعانہ چاہئے
بہتر ہے بیٹھ جانے سے ، مرجانا چاہئے

ہے عقدۂ حیات کا حل، کلمۂ الہٰ
ہرامر پر اسی کا اثر آنا چاہئے

جان وجگر کو جوڑ کے سجدہ اُسی کا ہو
پھر غیر پہ نگاہ دلیرانہ چاہئے

ہم سرفروش حکم نبوت ہیں لاجرم
اس کے سوا نہ ذہن غلامانہ چاہئے

مل جائے حد شرک سے غیروں کی بندگی
اس درجہ التفات نہ فرمانا چاہئے

دیوارِ بے شگاف سے ہے ضبطِ انتظام
تنہائیوں کے خواب سے ڈر جانا چاہئے

کذب وخلافِ عہد وخیانت سے الحذر
اخلاق کی فضیلتیں اپنانا چاہئے

درجات کی بلندیاں ہیں انکسار میں
ہر نوع کے غرور سے گھبرانا چاہئے

ہے پردۂ حیا میں ہر اک جوہرِ کمال
ذم جس میں ہو شریف کو شرمانا چاہئے

قدرِ عطا کا راز ہے اسفل کو دیکھنا
مافوق کے حسد سے گزر جانا چاہئے

مجلس میں ہم نشینی برابر کی خوب ہے
تختِ بلند سے سدا کترانا چاہئے

دنیا میں گر بہشت کا منظر ہو دیکھنا
فرمودۂ حضور پہ آجانا چاہئے

رشتے نبھاؤ قطعِ تعلق کبھی نہ ہو
قربت میں ربطِ خاص فدایانہ چاہئے

خوانِ کرم ہے از پئے اخلاق فاضلہ
کوتاہ دل کو بزم سے اٹھ جانا چاہئے

ہے مدعا اثرؔ کا ہدایاتِ مصطفیٰ
روشن اسی سے شیشہ و پیمانہ چاہئے

اعلان داخلہ

المعهد العالي للتخصص في الدراسات الاسلامية

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں قائم اعلی تعلیمی وتربیتی ادارہ

''المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ'' میں نئے تعلیمی کلینڈر (2024-2023) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

یکم مئی، 2023ء مطابق 10/ شوال 1444ھ بروز پیر تا 3/ مئی 2023ء

مطابق 12/ شوال 1444ھ بروز بدھ داخلہ لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

شرائط داخلہ:

• امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ • دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ • آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ • فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ • جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ • اسلامی وضع قطع کا پابند ہو • الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو • مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ • تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

• خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ • دعوت وافتاء کی عملی مشق۔ • مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔ • انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست • علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب • ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ • وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ • ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ • بہترین رہائشی انتظامات • ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ • مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ • کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: 26/ اپریل 2023ء

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

''المعهد العالي للتخصص في الدراسات الاسلامية''

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔ ۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

فون نمبر:۔ 23273407 ,26946205-011، موبائل: 9213172981 ,09560841844

شعبۂ تعلیم وتربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

رمضان المبارک کے موقع پر

اپنے صدقات وخیرات کا ایک حصہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف ومقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔ اس کی دعوتی وتبلیغی، تعلیمی وتربیتی، علمی وتحقیقی، تحریری وصحافتی اور رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد مختلف زبانوں میں جرائد ورسائل کی طباعت، تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی وتربیتی اور نصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہو رہا ہے۔ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل اور اہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسقیف (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔ جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پا رہے ہیں۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں، پھر اپنے محسنین ومخلصین کے بھی، جنہوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا ہے اور اس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔ اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ڈرافت یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch

(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند